اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

اللہ اکبر

ایڈیٹر: غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱؍

نمبر ۱۵۵ | ۵ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۹ جون ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اطلاع
[...]ئی ہے۔ کہ حضور ۲۶ جون ساڑھے چار بجے لاہور
[...]ے جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور کا ارادہ
[...] کا تھا۔

[...] صاحب نائب ناظر اعلیٰ تین [...]
[...] تا کہ گرمی کے دن
[...] کرنے کی وجہ سے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

امن و عافیت کی حالت میں رجوع الی اللہ کرنا چاہئیے

(فرمودہ ۳۰ جون ۱۹۰۷ء)

"عادت اللہ یہی ہے۔ کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو۔ اور وہ گزر جائے۔ اور اس اثناء میں کوئی رجوع خدا کی طرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو۔ تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا۔ شور مچانا اس کے کام آیا نہیں کرتے یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی۔ کہ جب ڈوبنے لگا۔ تو کہا۔ کہ اب میں موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا۔ مشکل یہ ہے۔ کہ دنیا داروں کو ان کے اپنے سلسلوں۔ اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہیں ہے۔ کہ وہ روح کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ اور خدا کا خوف بھی محسوس کریں۔ اگر کچھ خوف ہے۔ تو گورنمنٹ کا۔ اور امید ہے۔ تو اسباب سے۔ یا اپنے مکر و فریب سے۔ اس زمانہ میں جو توکل کا نام لے۔ وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے۔ اس کا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے۔

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے۔ کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرلے۔ لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا۔ اور اس کی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے۔ تو سوائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھ [...]

تبلیغی رپورٹ

لنڈن میں تبلیغ اسلام

نومسلمین کو درس

مولوی محمد یار صاحب عارف مبلغ اسلام لکھتے ہیں:۔

ہر اتوار کو کتاب "احمدیت" یا کشتی نوح کا درس ہوتا رہا۔ جو مسٹر مبارک احمد فیونگ اور نصیرہ جنکس و میر حسن (محترمہ جمیلہ مسنر شاہ کے بڑے لڑکے) نے باری باری دیا۔ نومسلموں کو اتوار کے علاوہ بعض دوسرے دنوں میں بھی سبق پڑھائے جاتے رہے۔ مسٹر مبارک احمد فیونگ آجکل درثمین پڑھ رہا ہے۔ اور اردو میں خط بھی لکھنے لگا ہے:۔

تبلیغی لیکچر

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار نے چار پبلک تقریریں کیں ایک ہی جو ہائیڈ پارک میں کی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے واقعات بیان کرکے یہ ثابت کیا۔ کہ آپ کی کامیابی آپ کے صادق نبی ہونے کی وجہ سے تھی۔ اُسی ہفتہ عیسائیوں کے ایک پبلک جلسہ میں گیا۔ اور مسیح کی الوہیت اور تعلیم کے متعلق سوالات کئے۔ سوالات کا تسلی بخش جواب نہ پاکر بعض سامعین نے مجھے کہا۔ کہ ہم آپ کو جواب دیں گے۔ چنانچہ ان سے پھر الوہیت مسیح اور صلیب سے زندہ اترنے کے متعلق گفتگو ہوتی رہی دوسری تقریر میں اسلام اور احمدیت کی صداقت بیان کی گئی ۵ رمئی کو عیسائیوں کے پبلک جلسہ میں جو ہائیڈ پارک میں ہو رہا تھا گیا۔ مسیح کے کفارہ کے متعلق سوال کیا۔ کہ اگر وہ واقعی عیسائیوں کے لئے کفارہ ہو چکے ہیں۔ تو عیسائی موروثی گناہ کی سزا کیوں بھگت رہے ہیں لیکچرار سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ کہنے لگا۔ عیسائی مردوں کو روزی کمانے کے لئے محنت کی ضرورت نہیں اور عورتوں کو دردزہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ چونکہ یہ جواب سراسر باطل تھا۔ اس لئے حاضرین میں سے کسی کی بھی تسلی نہ ہوئی۔ ایک عورت نے میرے سوال کا جواب دینے کے لئے الگ سٹیج پر تقریر شروع کر دی۔ جس میں پہلے یہ اعلان کیا۔ کہ ہمارے لیکچرار نے سوال کا صحیح جواب نہیں دیا۔ اور پھر اس نے خود یہ جواب دیا۔ کہ چونکہ آج کل کوئی سچا عیسائی ہے ہی نہیں۔ اس لئے ان تکالیف سے نجات نہیں ملتی۔ اس پر خاکسار نے اپنے سٹیج پر ایک گھنٹہ کے قریب تقریر کی۔ مسیحی نجات کی حقیقت کو آشکارا کرکے اسلامی نجات کی صداقت ثابت کی۔ اسی ضمن میں حضرت [illegible] اور دلائل سے

لوگوں نے اس تقریر کو بہت دلچسپی سے سُنا۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھا اثر لے کر گئے۔ ایک تقریر تردید کفارہ پر تھی تقریر کے بعد سوالات ہوتے رہے۔ جن کے جوابات دیئے گئے بعض لوگوں نے لٹریچر کی خواہش کی۔ جو بھیجا گیا:۔

عیسائیوں کے جلسوں میں تقریریں

۱۴ اپریل۔ Near and Middle East ایسوسی ایشن کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں مسٹر وارث امیر علی کی تقریر Islam and Changing world کے موضوع پر ہوئی۔ انہوں نے سیاسی طور پر مسلمانوں کے حالات بیان کئے۔ ان کے بعد تین انگریزوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور ایک نے دو سوال بھی کئے۔ جن میں سے ایک کا جواب مسٹر وارث علی صاحب نے دیا۔ اس کے بعد خاکسار کو بولنے کا موقعہ دیا گیا۔ میں نے بیان کیا۔ کہ اسلام کے آنے کے بعد دُنیا میں جو تغیرات ہونے والے تھے۔ اسلام نے بوجہ کامل مذہب ہونے کے ان کو پہلے دیکھا۔ اور مناسب تعلیم دی۔ اس ضمن میں عورتوں کے حقوق۔ غلامی۔ اچھوت اقوام کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے بعض مثالیں بیان کیں اور آخر میں دونوں سوالوں کا جواب دیا۔ ایک سوال یہ تھا۔ کہ مسلمان جنگ عظیم میں دُوسرے مسلمانوں کے خلاف کیوں لڑے۔ اور دُوسرا یہ کہ اگر اسلام ایسا ہی اعلےٰ مذہب ہے۔ تو مختلف فرقے کیوں؟ میٹنگ ختم ہونے کے بعد بعض لوگوں نے کہا۔ کہ اگر تمہاری تقریر زیادہ لمبی ہوتی۔ تو بہت اچھا ہوتا۔ اور ایک معزز لیڈی نے عورتوں کی ایک میٹنگ میں تقریر کرنے کے لئے دعوت دی:۔

۲۸۔ اپریل کو جبکہ ایک مشہور مزکن عورت کی دعوت الوداعیہ تھی۔ میں نے "اسلام میں عورت کی حیثیت" پر وہاں چند منٹ تقریر کی یہ سوسائٹی اس غرض سے بنی ہوئی ہے۔ کہ عورتوں کو حق نمائندگی دلایا جائے۔ خاکسار کی تقریر کو پسند کیا گیا۔ اور سوسائٹی کی پریزیڈنٹ نے جو Geneva. میں نمائندگی کرتی رہی ہے۔ تقریر پر ریمارکس کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہمیں یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ بانیٔ اسلام نے عورتوں کے حقوق کے لئے بہت کچھ کیا۔ اسی طرح سوسائٹی کی منتظمہ نے خوشی کا اظہار کیا۔ اس میٹنگ میں حجاز اور ایران کے سفیر بھی شامل تھے۔ ان سے بھی عام اسلامی امور کے متعلق کچھ گفتگو ہوئی:۔

تبلیغی اشتہار

گزشتہ ماہ ایک شخص کی تقریر ایک بڑے ہال میں اس بات پر ہوئی۔ کہ مسیح عنقریب آنے والا ہے۔ اور اب دُنیا میں آفات بہت شدت سے ظاہر ہونگی۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکرم جناب درد صاحب نے ایک اشتہار لکھا۔ کہ آنے والا آ گیا [illegible]

پڑھ کر بعض لوگوں نے تحقیقی خطوط لکھے۔ اور بعض یہاں آئے جن کو جناب درد صاحب ضروری واقفیت بہم پہونچاتے رہے۔ اشتہار تقسیم کرنے میں بابو عزیز دین صاحب اور ان کے لڑکے عبدالعزیز نے بھی مدد دی۔

شمالی نائیجیریا کے ایک والئی ریاست سے ملاقات

گزشتہ ہفتہ شمالی نائیجیریا کی ایک ریاست Katsina کے والی سے خاکسار نے ملاقات کی۔ آدھ گھنٹہ تک عربی میں گفتگو ہوتی رہی۔ اپنے تمام مشنوں کا ذکر کیا۔ اور مغربی افریقہ میں اپنی اسلامی خدمات اور مدارس وغیرہ جاری کرنے اور عیسائیت کے خلاف جدوجہد کا خاص طور پر ذکر کیا۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور کہا۔ کہ اگر آپ کے مبلغوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ تو میں ہر طرح ان کی مدد کروں گا۔ اور بتایا۔ کہ اس کی ریاست میں زیادہ عیسائی نہیں۔ خاکسار نے دو عربی کتابیں پڑھنے کے لئے دیں:۔

مسلمانان تھکیالہ پڑاوہ کی صدائے احتجاج

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے امداد کی درخواست

مسلمانان تھکیالہ پڑاوہ (پونچھ) بوساطت صلاح محمد صاحب [illegible] ۲۶ رجون کو حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں:۔

افواہیں پھیل رہی ہیں۔ کہ وزیر پونچھ خفیہ طور پر بڑدسنت رام جج کو جو اس وقت جلاوطن ہے۔ بحال کرانے کی کوششیں کر رہا ہے جج مذکور ستم رانی۔ رشوت خواری۔ اور زنا بالجبر کے الزامات کی بنا پر موقوف کیا گیا تھا۔ اس کی پونچھ میں واپسی مسلمانوں کے اندر یقینی طور سنسنی پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔ ہم ایسی تجاویز کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہیں۔ اور وزیر اعظم کشمیر۔ راجہ صاحب پونچھ جماعت احمدیہ قادیان اور کشمیر کمیٹی سے درخواست کرتے فرما کر اس میں مداخلت کریں۔ اور پونچھ کے مظلوم مسلمان سے بچالیں۔ وزیر صاحب کی پالیسی [illegible]

"الفضل [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۵۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۰

گاندھی جی کا برت کے خاتمہ پر تلاوت قرآن کریم

صدر جمعیۃ العلماء کی بے جا حمایت

گاندھی جی کی ۲۱ - روزہ فاقہ کشی کے خاتمہ پر ان کے دوستوں - اور خدمت گزاروں نے جہاں ان کے اعزاز - اور اکرام میں - اور رسوم ادا کیں - وہاں مختلف مذاہب کی مقدس کتب کے کچھ حصے بھی پڑھے - اور بائیبل - پارسیوں کی مقدس کتاب ژند اوستا کے علاوہ قرآن کریم کی وہ آیات ڈاکٹر انصاری صاحب نے تلاوت کیں - جن میں روزہ رکھنے - اور اس کے روحانی فوائد کا ذکر ہے -

آیات قرآنی پڑھنے کا مطلب

ظاہر ہے - کہ اس موقعہ پر قرآن کریم کی ان آیات کے پڑھے جانے کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا - کہ گاندھی جی اور ان کے ہم مذہب لوگوں پر یہ ظاہر کیا جائے - کہ گاندھی جی کی فاقہ کشی ایک ایسا مقدس فعل ہے - کہ اس کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے - اور گاندھی جی نے ایسے مجاہدہ میں کامیابی حاصل کی ہے - جس کا ذکر اس کتاب میں بھی پایا جاتا ہے - جسے مسلمان خدا کا کلام یقین کرتے - اور جسے اسلام کی بنیاد قرار دیتے ہیں - حالانکہ حقیقت یہ ہے - کہ گاندھی جی کی فاقہ کشی کو اسلام کے بیان کردہ روزہ سے کوئی نسبت ہی نہیں - اسلام اس قسم کی فاقہ کشی کی قطعاً اجازت [illegible] نہیں دیتا - اور جو شخص گاندھی جی کی فاقہ کشی کی [illegible] ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم کی ان آیات کو پیش کرتا [illegible] روزہ کا ذکر ہے - وہ صریح طور پر قرآن کریم کی ہتک [illegible] رہا ہے :-

شاہ حفیظ عالم صاحب جنیدی کا اعتراض

[illegible] کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک صاحب شاہ حفیظ عالم [illegible] نے ڈاکٹر انصاری صاحب کو ایک خط تحریر کیا - اور [illegible] العلماء [illegible] مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کو بھی اس بارے میں مذہبی رائے دریافت کرتے ہوئے لکھا :-

"مسٹر گاندھی کے نیم فاقہ کشی کے موقعہ اختتام پر جب مراسم تہنیت و بہجت ادا ہو رہے تھے - کتب مذہبی کے انتخابات بھی پڑھے گئے - ڈاکٹر مختار احمد انصاری نے قرآن پاک کی آیات کریمہ متعلق روزہ ماہ صیام کی تلاوت کی - جس کے بعد گانا شروع ہوا گاندھی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے - عامۃ المسلمین نے اس سے نہایت خراب اثر قبول کیا - اور ان کے حسیات مذہبی کو صدمہ پہونچا - یعنی یہ کہ معاذ اللہ ڈاکٹر انصاری نے گاندھی کے نیم فاقہ کشی یا مقاطعہ جوعی کو روزہ ماہ صیام کے برابر تصور کیا - اور قرآن کریم کی بھی عزت ان کے خیال میں ایسی ہی ہے - جیسے گیتا - اور ژند اوستا وغیرہ کی - ورنہ اس کی تلاوت ایک مشرک کے سامنے جبکہ وہ لیٹا ہو کیوں کرتے" (الجمعیۃ ۲۰ - جون)

صدر جمعیۃ العلماء کا بیان

اس کے جواب میں "جمعیۃ العلماء ہند" کے صدر صاحب نے جو بیان شائع کیا ہے - اس سے معلوم ہو سکتا ہے - کہ علماء کہلانے والوں نے کس بے دردی سے اپنی عقل و سمجھ - اپنا علم و واقفیت حتیٰ کہ اپنا دین و ایمان گاندھی جی پر قربان کر دیا ہے - اور وہ ان کے معاملہ میں حق بات کہنے سے کس طرح ہچکچاتے - بلکہ خلاف حق کہکر ان کی تائید و حمایت کرنے کی کوشش کرتے ہیں :-

مفتی محمد کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں :-

"گاندھی جی نے برت کھولتے کے وقت قرآن مجید - انجیل - وید - ژند اوستا وغیرہ کے اقتباسات پڑھوائے - ایک غیر مسلم کی طرف سے دوسری کتب مذہبیہ کے اقتباسات بغرض برکت حاصل کرنے کے پڑھوانے کی خواہش اگر سزاوار تحسین نہ سمجھی جائے - تو محل اعتراض بھی نہیں ہے - زیادہ سے زیادہ یوں کہا جائے - کہ وہ ابھی تک حق کو متعین کرنے میں یکسوئی حاصل نہیں کر سکا ہے - اور تمام کتب مذہبیہ کو ایک درجہ میں قابل تبرک سمجھتا ہے - تو ایک غیر مسلم کی طرف سے یہ بات قابل گرفت نہیں ہے - ڈاکٹر صاحب نے گاندھی جی کی درخواست کو قبول کر کے ایک رکوع تلاوت کرنے میں کوئی توہین کلام پاک کی نہیں کی - بلکہ اگر وہ برکت کے قرآن پاک کے احکام متعلق صیام پہونچا دیئے :-

بہر حال یہ واقعہ اپنی نوعیت اور خصوصیت کے لحاظ سے قابل گرفت و مواخذہ نہیں ہے - اگر کوئی غیر مسلم قرآن پاک کو اس کے احترام کے لحاظ سے اور برکت حاصل کرنے کے خیال سے سننا چاہئے تو مسلمان کو سنانے میں باک نہ ہونا چاہیئے"

کیا گاندھی جی نے قرآن سننے کی خواہش کی

جناب مفتی صاحب کے اس جواب میں سب سے افسوسناک بات یہ ہے - کہ وہ گاندھی جی سے عقیدت اور ڈاکٹر انصاری صاحب کی حمایت میں ایسی باتیں گھڑنے میں معروف ہو گئے - جن کی کوئی بنیاد نہیں ہے - اور جو واقعات کے بالکل خلاف ہیں - سب سے پہلے انہوں نے یہ بیان کیا ہے - کہ گاندھی جی کی طرف سے دوسری کتب مذہبیہ کے اقتباسات بغرض برکت حاصل کرنے کے پڑھوانے کی خواہش ظاہر کی گئی - حالانکہ گاندھی جی نے کسی موقعہ پر اس قسم کی خواہش کا کسی سے اظہار نہ کیا - بلکہ ان کی فاقہ کشی کے موقعہ اختتام کو شاندار بنانے - اور اسے غیر معمولی اہمیت دینے کے لئے اس موقعہ پر جمع ہونے والے گاندھی پرستوں نے جن کی نگاہ میں "بڑھی ہوئی ڈاڑھی کے آج صبح (فاقہ کشی ترک کرنے کے دن) منڈوائے جانے کی وجہ سے مہاتما جی کا چہرہ غیر معمولی طور پر روشن نظر آتا تھا" (پرتاب ۳۱ - مئی) انہوں نے جس طرح "تمام دروازے - اور رستے پھولوں اور جھنڈیوں سے خوب سجائے" "بہترین قسم کے پھول مہاتما جی کے پاس رکھے" "حیدرآباد سے لائے ہوئے سرخ و سپید رنگ کے نہایت عمدہ قسم کے پھول مہاتما جی کے کمرہ میں نمایاں جگہ پر رکھے" (پرتاب ۳۱ - مئی) اسی طرح جوشِ عقیدت و نیازمندی میں - دوسری کتب مذہبیہ کے اقتباسات" پڑھنے کی رسم بھی خود ہی تجویز کی - جب صورتِ حالات یہ ہے - تو مفتی صاحب نے گاندھی جی کی خواہش پر اپنی حمایت کی جو بنیاد رکھی - اس کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی - اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے - کہ مفتی صاحب نے اس واقعہ کی تحسین کے لئے سب سے بڑی جو بات پیش کی - وہ محض خود ساختہ ہے :-

گاندھی جی اور تحقیق حق

اس سے آگے بڑھ کر مفتی صاحب نے دوسری بات جو بیان کی ہے - وہ اور بھی زیادہ افسوسناک ہے - ارشاد فرماتے ہیں :-

گاندھی جی کے متعلق "زیادہ سے زیادہ یوں کہا جائے - کہ وہ

...ابھی تک حق کو متعین کرنے میں یکسوئی حاصل نہیں کر سکا ہے۔"

گویا مفتی صاحب کے نزدیک اصل میں تو یوں کہنا چاہیئے۔ کہ گاندھی جی حق و صداقت۔ روحانیت اور معرفت کے اعلےٰ سے اعلےٰ مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر کسی کو وُہ چشم حق بین اور وُہ قلب حقیقت شناس عطا ہوتا جو مفتی صاحب کو عطا کیا گیا ہے۔ اور وُہ گاندھی جی کے متعلق کچھ کہنا ہی چاہے تو یہ کہے کہ وُہ "ابھی تک حق کو متعین کرنے میں یکسوئی حاصل نہیں کر سکا"۔ یعنی وُہ نہایت سرگرمی اور نیک نیتی کے ساتھ تحقیق حق میں معروف ہے۔ مذہبی کتب کے مطالعہ میں دن رات صرف کر رہا ہے۔ جمعیۃ العلماء کی وساطت سے اسلام کے متعلق واقفیت بہم پہونچا رہا ہے۔ اور نہایت بے تابی کے ساتھ اٹھوں پہر کوشش کر رہا ہے۔ کہ حق کے متعین کرنے میں یکسوئی حاصل ہو جائے حالانکہ کوئی شخص جو گاندھی جی کے متعلق معمُولی سی بھی واقفیت رکھتا ہے اس کے موہنہ سے اس قسم کی بات نہیں نکل سکتی۔ کجا یہ کہ جمعیۃ العلماء کے صدر صاحب جنہوں نے گاندھی پرستی میں اپنی عمر صرف کر دی۔ وُہ یہ کہیں۔ چونکہ مفتی صاحب کا یہ قیاس بالبداہت غلط ہے۔ اس لئے اس کے متعلق کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک دو باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ اور وُہ بھی تازہ۔

خُدا سے ہمکلامی کا دعوےٰ

گاندھی جی نے گزشتہ ستمبر میں فاقہ کشی کے متعلق اعلان کیا تھا "مجھے ایشور کا سندیش آیا ہے۔ کہ میں اس وقت اچھوتوں کے لئے پران تیاگ دُوں"۔ (پرتاپ ۱۸ - ستمبر ۱۹۳۲ء)

قطع نظر اس سے کہ فاقہ کشی کے ذریعہ پران تیاگ دینا اسلام کے رُو سے قطعاً منع ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے۔ وُہ اسلام کی تعلیم سے اتنا ہی ناواقف ہے۔ جتنا ایک دہریہ۔ سوال یہ ہے۔ کہ جب گاندھی جی کا دعوےٰ ہے۔ کہ انہیں ایشور کا سندیش حاصل ہوتا ہے۔ اور وُہ فاقہ کشی ایشور کے مجبُور کرنے پر اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے اس فاقہ کشی کے متعلق بھی کہا۔ جس کے اختتام پر ان کے اعزاز میں قرآن کریم کی تلاوت کی گئی۔ تو پھر یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کہ وُہ ابھی تک تحقیق حق میں لگے ہُوئے ہیں۔ وُہ تو اپنے موجودہ عقائد اور موجودہ اعمال کے ساتھ جب یہ دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ خدا ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ خدا کا پیغام ان پر نازل ہوتا ہے۔ وُہ جو کچھ کرتے ہیں۔ خدا کے حکم سے کرتے ہیں۔ تو نہ صرف یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ انہیں حق کو متعین کرنے میں کبھی کی یکسُوئی حاصل ہو چکی ہے۔ بلکہ وُہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ خدا کے نزدیک سچا مذہب صرف وہی ہے جس کے وُہ پیرو ہیں۔ حق وُہی ہے۔ جو کچھ وُہ کہتے ہیں۔ اور صداقت وُہی ہے جس پر وُہ عمل کرتے ہیں۔ اس کے خلاف سب جھوٹ اور باطل ہے۔ ایسے شخص کو جمعیۃ العلماء والے جو یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے کسی شخص پر اب نہ خدا کا کلام نازل ہو سکتا ہے۔ اور نہ کسی سے خدا ہمکلام ہو سکتا ہے۔ کس موہنہ سے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وُہ اپنے نزدیک حق کو متعین کرنے میں یکسُوئی حاصل نہیں کر سکا۔

گاندھی جی خالص ہندو ہیں

پھر گاندھی جی کے اعمال اور عقائد کو گہری نظر سے دیکھنے والے اور ان کی سرگرمیوں کو بہت قریب سے ملاحظہ کرنے والے جو کچھ کہتے ہیں۔ وُہ بھی سُن لیجئے۔ اخبار "ملاپ" (۲۶ - ستمبر ۱۹۳۲ء) نے ان کی فاقہ کشی کے متعلق لکھا:-

"اس بار وُہ ایک ہندُو کی شکل میں دُنیا کے سامنے آئے ہیں۔ ہندو دھرم کی حفاظت ان کا پرم دھرم ہے"۔

اخبار "پرتاپ" (۲۱ - ستمبر ۱۹۳۲ء) لکھتا ہے:-

"آج تک ایک موقعہ ایسا ... نہ صراحتاً یا کنایتاً اپنے ہندُو ہونے سے انکار کیا ہو۔ پنڈت موتی لال نہرو نے تو یہاں بھی ایک موقعہ پر کہا۔ کہ پولیٹیکل طور پر میں نہ ہندُو ہوں۔ نہ مسلمان لیکن مہاتما جی نے تو یہ بھی نہیں کہا۔ گئو رکھشا کے وُہ ہمیشہ حامی رہے ہیں۔ اور جب کبھی موقعہ آیا ہے۔ انہوں نے اس کے حق میں آواز اٹھائی ہے ان کی اپاسنا کا طریق ہندوانہ ہے۔ خیالات۔ جذبات۔ محسوسات۔ عادات کے لحاظ سے وُہ ہندُو ہیں"۔

جس شخص کی ساری زندگی کا یہ ریکارڈ ہو۔ جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہندُو دھرم کی حفاظت میں گزر رہا ہو۔ جو ہندُو دھرم کے سوا باقی تمام مذاہب کو جھوٹے قرار دیتا ہو۔ اس کی نسبت یہ کہنا۔ کہ وُہ تحقیق حق میں معروف ہے۔ اور وہ تمام کتب مذہبیہ کو ایک درجہ میں قابل تبرک سمجھتا ہے"۔ علاوہ جُھوٹ کی دھوکہ دہی اور فریب کاری نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

گاندھی جی کے تازہ اقوال

پھر جو فاقہ کشی کے دوران میں حسب ذیل خیالات کا اظہار کرتا رہا کہ

۱- "میری قربانی ہریجن تحریک کو زیادہ طاقت دیگی۔ دیانند۔ رام کرشن۔ اور ویکانند کی رُوحیں اب بھی موجُود ہیں"۔ گویا گاندھی جی اسی مشن کو لے کر کھڑے ہُوئے ہیں۔ جو دیانند وغیرہ کا تھا۔

۲- "مجھے ایشور نے حکم دیا ہے۔ اس لئے وُہ اس برت میں میری رکھشا کرے گا"۔

۳- "پانی پینے کی نسبت مجھے راگ سے زیادہ لُطف آتا ہے"۔

۴- "مجھے گیتا کا پاٹھ سننے دو۔ یہ میری خوراک ہے"۔

۵- "مجھے رامائن کا پاٹھ سناؤ"۔ وغیرہ وغیرہ (پرتاپ ۱۳ مئی)

اس کی نگاہ میں اسلام اور اسلام کی مقدس کتاب قرآن کی جو قدر و منزلت ہو سکتی ہے۔ وُہ ظاہر ہے۔ لیکن حیرت ہے جمعیۃ العلماء کے مفتی صاحب اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ فتوےٰ دے رہے ہیں۔ کہ وُہ ابھی تک حق کو متعین کرنے میں یکسوئی حاصل نہیں کر سکا۔

تبلیغ حق کی نیت

تیسری بات مفتی صاحب نے یہ پیش کی ہے۔ کہ "اگر ڈاکٹر انصاری صاحب کی نیت تبلیغ حق ہو۔ تو وُہ ماجُور ہو سکتے ہیں۔ کہ بجائے ۲۱ - روزہ برت کے قرآن پاک کے احکام متعلق صیام پہونچا دیئے"۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ مفتی صاحب نے کس بناء پر ڈاکٹر انصاری صاحب کی طرف یہ نیت منسُوب کرنے کی جُرات کی ہے۔ ۲۱ روزہ فاقہ کشی کے خاتمہ پر اس "تبلیغ حق" کا موقعہ ہی کونسا تھا۔ اس کا صحیح وقت تو وُہ تھا جب گاندھی جی نے فاقہ کشی شرُوع کی تھی۔ اور بذریعہ تار ڈاکٹر صاحب کو ان کی خدمت گزاری کے لئے بلایا گیا تھا۔ اسوقت اگر وُہ قرآن پاک کے احکام متعلق صیام پہونچاتے۔ گاندھی جی پر واضح کر دیتے۔ کہ اسلام کے خلاف ان کی فاقہ کشی میں وُہ کسی قسم کی امداد دینے کے لئے تیار نہیں۔ اور اس طرح انہیں فاقہ کشی سے باز رکھنے کی کوشش کرتے۔ تو ایک بات بھی تھی۔ لیکن جب گاندھی جی اپنی ہٹ پُوری کر چکے۔ اور فخریہ انداز میں یہ اعلان کر رہے تھے۔ کہ "ایشور کے نام کے ساتھ اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہُوئے یہ ... شرُوع کیا تھا۔ اور آج اسی کے نام کے ساتھ یہ ختم ہوتا ہے" تو اس وقت "قرآن پاک کے احکام متعلق ... " پیش کرنے کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا تھا۔ کہ ان کے مقابلہ میں گاندھی جی کے طریق عمل کی توقیر کا خیال پیدا کیا جائے۔ اور یہ صریح طور پر قرآن کریم کی ہتک ہے۔ جس کا ارتکاب کوئی ایسا شخص نہیں کر سکتا۔ جس کی نگاہ میں اسلام کی کچھ وقعت ہو۔ اور نہ اس کی تائید کوئی ایسا انسان کر سکتا ہے۔ جس نے اپنا دین و ایمان گاندھی جی پر قربان نہ کر دیا ہو۔

گاندھی جی کی چُٹکی

ان صریح اور واضح امُور کے علاوہ جنہیں جمعیۃ العلماء کے صدر صاحب نے گاندھی جی سے جوشِ عقیدت میں دیدہ دانستہ نظر انداز کر دیا۔ اگر اس حالت اور اس پوزیشن کو دیکھا جائے۔ جو قرآن پڑھے جانے کے وقت گاندھی جی کی تھی۔ تو بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی انہوں نے سخت تحقیر کی۔ گاندھی جی کے برت کے خاتمہ پر جو رُوداد اخبارات کو بھیجی گئی۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ:-

"مہاتما گاندھی آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹے تھے جیسے کہ سمادھی لگائی ہوئی ہے"۔ پھر لکھا ہے "مہادیو ڈیسائی نے ہندُو شلوکوں سے بھجن گا... ڈاکٹر انصاری نے قرآن سے آیات پڑھیں۔ پارسیوں اور عیسائیوں کی ... مقدس کتابوں سے بھی پاٹھ کیا گیا۔ مہاتما جی اپنے کوچ پر لیٹے ہُوئے پاٹھ سنا وغیرہ کو سُنتے رہے۔ ساتھ ساتھ چُٹکی بھی بجاتے تھے"۔ (پرتاپ ۱۳ مئی)

اس ہیئت سے ظاہر ہے کہ گاندھی جی نے اپنے ہندوانہ طریق عمل کی پابندی اس موقعہ پر بھی اتنی ضروری سمجھی۔ کہ انہیں قرآن کریم کی تعظیم و تکریم کا کوئی خیال تک نہ آیا۔ چہ جائیکہ بقول صدر صاحب جمعیۃ العلماء برکت حاصل کرنے یا قابل تبرک سمجھنے کا خیال آیا ہو۔ اور وُہ کوچ پر لیٹے لیٹے چُٹکی بجاتے رہے۔

گاندھی جی کی معذُوری

مولوی کفایت اللہ صاحب نے اس بارے میں یہ صفائی پیش کی ہے کہ "گاندھی جی کا لیٹے لیٹے سُننا معذوری اور مجبوری ... اگر یہ مجبوری اور معذوری کمزوری کی وجہ سے تھی۔ حالانکہ ... پہلے وُہ مسز نیڈو کی نوجوان لڑکی سے یہ کہہ چکے تھے ... ایک تھپڑ مارا جائے"۔ اور یہ کہ "مجھ میں اب بھی تھپڑ مارنے کی طاقت ... تو بھی چُٹکی بجانا کوئی پسندیدہ طریق عمل نہ تھا۔ اور قرآن کریم کی عظمت اپنے دل میں جگہ دینے والا کوئی مسلمان اسے گوارا نہیں کر سکتا۔

غرض جس رنگ اور جس طریق سے گاندھی جی کے برت کے خاتمہ ... کو داخل کیا گیا۔ اور اس کے متعلق گاندھی جی نے ... کیا۔ وُہ ...

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

ایک ایرانی کے چند سوالات کے جواب

ایک ایرانی بزرگ مہر صاحب کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں چند سوالات پہنچے۔ ان کے جو جواب حضور نے لکھائے۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں ٭

پیدائش دنیا کا مسئلہ

بزرگ مہر صاحب کا یہ بیان کہ دنیا اور اس کی پیدائش کا مسئلہ ہمیشہ لاینحل رہا ہے۔ اور رہیگا۔ ان معنوں میں تو بالکل صحیح اور درست ہے کہ کبھی بھی انسان ان ذرائع کو معلوم نہیں کر سکا۔ جن کی وساطت سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ کہ آیندہ بھی اس کے معلوم کرنے کا امکان نظر نہیں آتا۔ ہمیں کیا شبہ ہے۔ کہ اگر دنیا کی پیدائش کے ذرائع اور وسائل انسان کو معلوم ہو جائیں۔ تو وہ یقیناً ایک دنیا کے پیدا کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ پس اگر ہم یہ تسلیم کریں۔ کہ دنیا کی پیدائش کا مسئلہ انسان پر حل ہو سکتا ہے۔ تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ کسی وقت انسان کے لئے ایک نئی دنیا پیدا کرنا ممکن [illegible]کے گا۔ لیکن یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ مذہب اسے کلی طور پر [illegible]ہے۔ پس اس حد تک تو مسٹر بزرگ مہر کے خیالات اسلام [illegible]کل مطابق ہیں ٭

[illegible]انی امور کی کنہ

مسٹر بزرگ مہر کے سوال کا دوسرا حصہ کہ Spiritual Phenomenon بھی اسی طرح لاینحل ہے جس طرح پیدائش عالم کا میرے نزدیک اس سے زیادہ مبہم ہے۔ جتنا کہ وہ ان سوالات کے حل کو مبہم قرار دیتے ہیں۔ Spiritual Phenomenon کے نیچے ہزارہا بلکہ لاکھوں مسائل آسکتے ہیں۔ روح اور جسم کا تعلق۔ اخلاق اور تمدن کے تعلقات۔ اخلاق سے بالا مقام جب انسان اپنے کاموں کو کسی انسانی بدلے کا محتاج قرار نہیں دیتا غرض ایسے ہی ہزاروں مسائل ہیں۔ جو کہ Spiritual Phenomena [illegible]ہیں کہلا سکتے ہیں۔ اور انہیں کہلانا چاہیئے۔ لیکن یہ ایسے [illegible]ہیں۔ جنکو سمجھنے کی ہر شخص میں قابلیت موجود ہے۔ اور تجربہ [illegible]شاہدہ کے ساتھ اس کی صداقت اور حقیقت کو ثابت کیا جا سکتا [illegible]ہر ان کا یہ بیان کہ Spiritual Phenomenon کا حل نہیں ہو سکتا۔ بتاتا ہے۔ کہ انہوں نے کبھی اس مسئلہ پر غور نہیں کیا۔ ورنہ ایسا سوال جس کی تشریح بھی وہ نہیں کر سکے۔ ان کی طرف سے نہ کیا جاتا ٭ اگر دوسرے سوال کے اپنی طرف سے معنے کرنے جائز ہوں۔ تو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ غالباً انکی مراد یہ ہے کہ جس طرح مادی دنیا کی پیدائش کی کنہ اور حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی اسی طرح روح کی پیدائش کی کنہ اور حقیقت نہیں معلوم ہو سکتی۔ اگر ان کا یہی مطلب ہے۔ اور اس مطلب کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ذرائع اور وہ وسائط نہیں معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن سے روح پیدا ہوتی ہے۔ یا روح کے وہ تمام اعمال اور اس کی کیفیتیں معلوم نہیں کی جا سکتیں تو یہ بات بالکل درست ہے۔ اگر ایسا ہو سکتا۔ تو انسان روح کے پیدا کرنے کے قابل ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے انسان میں یہ طاقت نہیں رکھی۔ اس لئے پیدائش روح کی کنہ اور حقیقت بھی اس سے مخفی رکھی گئی ہے۔ مگر ان دونوں امور سے یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ مذہب کی کوئی غرض اور اس کا کوئی مقصد باقی نہیں رہتا۔ اور ہمیں اس کی طرف سے بے پرواہ ہو جانا چاہیئے۔ ایسا ہی نتیجہ ہے۔ جیسے کوئی شخص یہ کہے۔ کہ چونکہ گیہوں کے پیدا ہونے کا طریق مجھے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آئندہ روٹی کھانا چھوڑ دینا چاہیئے۔ یا چونکہ پانی بننے کے وسائل کا انسان کو علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے پانی پینا چھوڑ دینا چاہیئے۔ ایک ناواقف انسان جسے علم طب کی کوئی خبر نہیں اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اس کا بچہ سانس کس طرح لیتا ہے۔ اس کا کھانا کہاں جاتا ہے۔ کس طرح ہضم ہوتا ہے۔ پاخانہ کس طرح آتا ہے۔ خون کس طرح بنتا ہے۔ لیکن ہم نے کوئی بے وقوف سے بے وقوف آدمی بھی نہیں دیکھا۔ جو اس بنا پر اپنے بچے سے محبت کرنا چھوڑ دے۔ اور یہ کہدے۔ کہ چونکہ مجھے نہیں معلوم۔ کہ یہ بچہ کس طرح بنا ہے۔ اور کس طرح نشو و نما پاتا ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے میں اس سے بے تعلق ہو جاؤں گا۔ باپ یہ نہیں دیکھا کرتا تھا۔ کہ کھانا بچے کو کس طرح ہضم ہوتا ہے۔ اور اس کا خون کس طرح بنتا ہے۔ وہ تو صرف یہ دیکھا کرتا ہے۔ کہ وہ اس کا بچہ ہے۔ جب تک وہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ وہ اس کے نطفے سے بنا ہے۔ اور اسکی بیوی سے پیدا ہوا ہے۔ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کرتا ہے۔ خود تکلیف اٹھاتا ہے۔ اور اس کو آرام پہنچاتا ہے اسی طرح ہر عقلمند انسان جو مذہب کے بارہ میں عقل اور دانش کو ترک نہیں کر بیٹھا وہ یہ نہیں دیکھیگا۔ کہ اس کو روح کی پیدائش اور مادہ کی سمجھ آئی ہے۔ یا نہیں۔ وہ صرف اتنا دیکھیگا۔ کہ مادہ اور روح موجود ہیں۔ یا نہیں مسٹر بزرگ مہر صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مادہ کی پیدائش کی حقیقت ان کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ لیکن کیا ایسا تسلیم کرنے کے بعد انہوں نے آگ جلانا یا کھانا کھانا چھوڑ دیا ہے۔ اگر باوجود اس بات کے ماننے کے کہ مادہ کی پیدائش انسانی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ وہ مادے سے کام لینا نہیں چھوڑتے۔ اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چھوڑتے۔ اور اسکی مضرتوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تو پھر وہ کسطرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ چونکہ روح کی پیدائش ان کی سمجھ میں نہیں آئی۔ اس لئے ہمیں مذہب چھوڑ دینا چاہیئے۔ روح تو ایک لطیف چیز ہے۔ اور مادہ بہت کثیف اگر مادہ کی پیدائش ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ تو روح کی پیدائش کسطرح ان کی سمجھ میں آجائے گی۔ پھر جبکہ مادہ کی پیدائش کو نہ سمجھتے ہوئے اس سے ہر طرح کام لے رہے ہیں۔ بلکہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے میں صرف ہوتا رہا ہے۔ تو وہ روحانی دنیا کے متعلق اس کے خلاف کوئی دوسرا قانون جاری کرنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں۔ اس کے لئے صرف دو ہی رستے کھلے ہیں۔ یا تو اپنے مذکورہ بالا خیالات کو مانتے ہوئے مادہ اور روح دونوں سے قطع تعلق کر لیں۔ ورنہ اگر ان خیالات کی موجودگی میں وہ ایک عالم سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو دوسرے عالم سے بھی تعلق رکھیں۔ اور حق یہی ہے۔ کہ مادی یا روحانی عالم سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہرگز اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ ہمیں یہ بھی معلوم ہو۔ کہ وہ بنتے کس طرح ہیں۔ ان پڑھ سے ان پڑھ آدمی ریل گاڑی میں سوار ہوتا ہے۔ لیکن کیا ان میں سے ہر ایک جانتا ہے۔ کہ انجن کس طرح بنایا جاتا ہے۔ لوگ گھڑیاں رکھتے ہیں۔ جوتے پہنتے ہیں۔ کپڑے پہنتے ہیں۔ لیکن ننانوے فیصدی نہیں جانتے۔ کہ یہ چیزیں کس طرح بنائی جاتی ہیں۔ دراصل کسی چیز سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اس کی پیدائش کا معلوم کرنا ضروری نہیں ہوتا ٭

مذہب کا خیال کس طرح پیدا ہوا

بزرگ مہر صاحب کا دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ مذہب کا خیال محض انسانی ارتقاء کی اس جدوجہد سے پیدا ہوا ہے۔ جس میں اسنے حقیقت عالم کو سمجھنے اور سوسائٹی کو منظم کرنے کی سعی کی ہے۔ میرے نزدیک تو یہ ایک ویسے ہی دعوے ہے۔ جیسا کہ فلاسفر دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کا دعوے کرتا ہے۔ ان کے پہلے سوال سے تو یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ہر ایک چیز کو با دلائل سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ان کے دوسرے سوال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ سمجھ میں نہ آنے والی بات کے لئے ہر قسم کے شک اور وسوسہ کو جائز سمجھتے ہیں۔

انسان اور انسانی تاریخ ان کے سامنے موجود ہے۔ انہیں یا تو انسانی تاریخ سے کوئی ثبوت دینا چاہیئے تھا۔ یا کسی علمی بات پر اپنے دعوے کی بنیاد رکھنی چاہیئے تھی۔ مجھے شبہ پڑتا ہے۔ کہ جن علوم کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے۔ غالباً ان علوم کی کتب انہوں نے پڑھی نہیں۔ اگر وہ انسانی تمدن کے ارتقاء کی تاریخوں کو پڑھتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ ہر زمانے اور ہر ملک میں ابتداء واحد خدا۔ ایک خالق اور ایک خدا کے خیال سے ہوئی ہے۔ اور ہمیشہ شرک مذہبی مسائل میں تشتت۔ اور اختلاف کے خیالات ایک خدا کے خیال کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اگر ہر ملک کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے اور یقیناً ثابت ہے کہ ہوتی ہے۔ تو وہ یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ خیالات انسانی جدوجہد کے نتیجہ میں ہیں۔ انسانی جدوجہد نے تو ہمیشہ ان خیالات کو خراب کیا ہے جب کبھی بھی یہ خیالات دنیا میں پھیلائے گئے ہیں۔ ایک انسان کے ذریعہ جو دنیا میں وحی کا مدعی ہوا پھیلائے گئے ہیں۔ ہمیشہ فلاسفروں اور مدبروں نے انہیں ناپاک کرنے اور ان کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس واقعہ کی موجودگی میں ان کی تھیوری کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔ اگر ان کی تھیوری صحیح ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ ہمیشہ ابتداء میں خدا تعالےٰ اور عالم بالا کے متعلق خیالات مادیات اور طبعیات سے تعلق رکھتے۔ اور آہستہ آہستہ علمی زمانے میں توحید کا خیال نشوونما پاتا۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ ہمیشہ ابتداء میں خالص توحید پیش کی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد آہستہ آہستہ انسان اس توحید کو ایک نچلے لیول (level) پر لا کر بدنما اور بدصورت کر دیتا ہے ؀

دو اور سوال

تیسرا سوال بزرگ مہر صاحب کا یہ ہے۔ کہ الہام ایک طبعی امر ہے۔ جسکو طبعی قوانین کے ذریعہ حل کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ کہ اسلام چودہ سو سال کی دنیا کے لئے تو کافی ہو سکتا تھا۔ لیکن آج کے لئے وہ کافی نہیں ہے۔ یہ درحقیقت دو سوال ہیں۔ جنکو انہوں نے ایک سوال کے نیچے جمع کر دیا ہے۔ کیونکہ بفرض محال اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ اسلام اس زمانے کے لئے کافی نہیں۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے۔ کہ اسلام الہامی نہیں کیونکہ بعض تعلیمیں بھی وقتی ہوا کرتی ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کے پیدا کئے ہوئے غلے سال دو سال کے بعد خراب ہو جاتے ہیں۔ تو خدا کا بھیجا ہوا الہام کیوں کچھ دیر بعد خراب نہیں ہو سکتا۔ یہ خیال کہ جو چیز خدا تعالےٰ کی طرف سے پیدا ہو۔ ہمیشہ قائم رہنی چاہیئے۔ بالبداہت غلط ہے۔ اور قانون نیچر اس کو رد کر رہا ہے۔ اگر بفرض محال اسلام اس زمانہ کے لئے کافی نہیں۔ تو یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور انسانی اختراع ہے۔ پس چونکہ یہ دو الگ الگ سوال ہیں۔ اس لئے میں ان کا جواب بھی الگ دیتا ہوں۔

الہام کی طبعی تشریح

پہلا سوال یہ ہے۔ کہ الہام کی طبعی تشریح ہو سکتی ہے۔ اس لئے وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں۔ اس کے دو جواب ہیں۔ (۱) اگر طبعی تشریح سے یہ مراد ہے کہ یہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کہ الہام کس اصول سے ہوتا ہے۔ تو پھر بزرگ مہر صاحب کو دو چار آدمیوں کو الہام کر کے دکھانا چاہیئے تب ہم تسلیم کر لیں گے۔ کہ اس کی تشریح ہو سکتی ہے۔ یا جبکہ ان کو الہام کی حقیقت معلوم ہو گئی ہے۔ یا ان کے دوستوں یا واقفوں یا استادوں کو اس کی حقیقت معلوم ہو گئی ہے۔ تو کیا وہ اپنی ذات پر یا اپنے دوستوں کی ذات پر اس تشریح کے مطابق کوئی الہام کر کے دکھا سکتے ہیں۔ جو مذہب نے الہام کی کی ہے۔ قرآن کریم تو ۱۳۰۰ سال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ انسانی کلام تو الگ رہا۔ اگر الہام انسانی دماغ کا اختراع بھی ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اب تک لوگ اس کی نظیر لانے سے قاصر ہیں۔ بہر حال دو باتوں میں سے ایک بات تسلیم کرنی پڑے گی۔ یا تو یہ کہ الہام کا دعوےٰ کرنے والے جھوٹے تھے۔ یا یہ کہ ان کے دماغوں کی بناوٹ اس قسم کے اوہام کو قبول کرنے کے ساتھ مناسبت رکھتی تھی۔ اگر ان کو جھوٹا تسلیم کیا جائے۔ تو پھر الہام کی تشریح کرنا بے ہودہ اور بے فائدہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر ان کو سچا سمجھا جائے۔ اور الہام کو محض انسانی دماغ کا ایک کرشمہ قرار دیا جائے تو اس صورت میں پھر ہمیں دو باتوں میں سے ایک تسلیم کرنی پڑے گی۔ یا تو یہ کہ وہ انسانی دماغ انتہائی طور پر اعلیٰ دماغ تھا۔ اور یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ یہ کیفیت انسانی دماغ کی ایک بیماری کی کیفیت ہے۔ اگر ہم یہ تسلیم کریں۔ کہ الہام استثنائی طور پر اعلیٰ دماغوں کو حاصل ہوتا ہے۔ تو اس کے ساتھ یہ دعوےٰ کرنا۔ کہ وہ اعلیٰ دماغ تو اسلام کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے۔ لیکن وہ ادنےٰ دماغ جو الہام کو پانے کی قابلیت نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اس مسئلہ کو حل کر لیا۔ ایک نہایت ہی جاہلانہ دعوےٰ کہلائے گا۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ الہام انسانی دماغ کی ایک بیماری کی کیفیت ہے۔ تو پھر یہ لاینحل سوال ہمارے سامنے آ جاتا ہے۔ کہ دنیا کی تاریخ میں تمام تمدنی اور اخلاقی ترقیات مدعیان الہام کے ساتھ وابستہ نظر آتی ہیں۔ ہندو مذہب کی ساری خوبصورتی ان کی مذہبی کتابوں کے ساتھ وابستہ ہے یہودیت کی تمام کامیابی موسوی مذہب کے محور کے گرد گھوم رہی ہے۔ عیسوی مذہب کا تمام حسن حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال کا زیر احسان نظر آتا ہے۔ عالم اسلام کی شاندار ترقیات اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے تغیرات قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کی ایک ادنےٰ تفسیر نظر آتے ہیں۔ کیا کوئی عقلمند انسان اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ دنیا کی تمام ترقیات بیمار دماغوں کا نتیجہ تھیں۔ اگر اس حقیقت کو دیکھنے کے بعد بھی کوئی انسان یہی خیال کرتا ہے۔ کہ الہام صرف ایک بیمار دماغ کا واہمہ اور وسوسہ ہے۔ تو ہر عقلمند اور سمجھدار انسان یہ کہے گا۔ کہ خدا مجھے ایسے عقلمندوں سے بچائے۔ اور ایسے دیوانے دنیا میں اور بھی پیدا ہوں ؀

اسلام ہمیشہ کے لئے ہے

اس سوال کا دوسرا حصہ یہ تھا۔ کہ اسلام چودہ سو سال پہلے کافی ہو سکتا تھا۔ اب کافی نہیں۔ اس سوال کو سیدھی سادھی چیزیں رد کر سکتی ہیں۔ بہائیوں کی طرف سے ہمیشہ یہ سوال پیش ہوا کرتا ہے۔ وہ کہا کرتے ہیں۔ کہ اسلام پہلے لوگوں کے لئے کافی تھا۔ موجودہ زمانے کے لوگوں کے لئے نہیں۔ اور اس وجہ سے اب بہائیت کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے۔ بزرگ مہر صاحب نے ایسے خیالات سے متاثر ہو کر یہ سوال پیش کر دیا ہو۔ لیکن کیا وہ چند مثالیں قرآن کریم کی ایسی تعلیم کی دے سکتے ہیں۔ جو پہلے زمانہ کے لئے کافی تھی۔ اور اب کافی نہیں۔ اسلام نے ہزاروں نہیں۔ لاکھوں مسائل بیان کئے ہیں۔ اتنے بڑے دعوے کے لئے ان لاکھوں باتوں میں سے چند باتیں تو ایسی پیش کرنی چاہیئے تھیں۔ جو موجودہ زمانہ کے لئے قابل عمل نہیں۔ ہم تو دیکھ رہے ہیں۔ کہ یورپ باوجود اپنے ادعائے ترقی کے ہمیشہ مونہہ کی کھاتا ہے۔ اور اسلام کیطرف واپس لوٹ رہا ہے۔ طلاق اور ورثہ کے مسائل کو دیکھ لیں۔ کس طرح پہلے عیسائیت نے اسلام کے متعلق ان مسائل پر خطرناک اعتراضات کئے۔ پھر کس طرح اپنی پیش کردہ اعلےٰ تعلیمات کی مضرتوں کو دیکھ کر اور تجربہ کر کے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ پھر وہ اسلام کی تعلیم کی طرف واپس لوٹا۔ اس کے مقابلہ میں کیا وہ ایسی تعلیم پیش کر سکتے ہیں۔ جو رواجاً اور عادتاً نہیں۔ بلکہ عقلاً اور فطرتاً انسان کے لئے ناقابل عمل ہو۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ تو پھر صرف یہ کہہ دینا۔ کہ اسلام کی تعلیم تیرہ سو سال کے لئے کافی تھی۔ اب کافی نہیں۔ ایک بے دلیل دعوےٰ ہے۔ جس کی عقلمندوں کی نظر میں کوئی … نہیں ؀

احمدیت کا شاندار مستقبل

چوتھے سوال کا جواب او… ہے۔ کہ جب تک وہ کوئی … پیش نہ کریں۔ اور دلیل نہ دیں۔ ایک دعوے بے دلیل … جواب نہیں دیا جا سکتا۔ ہماری اپنی مثال موجود ہے۔ ہماری جماعت پھر مسلمانوں کو تیرہ سو سال پیچھے لے جا رہی ہے۔ ہم دنیا کی گرد کے برابر بھی نہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے فتح ہماری ہے۔ ایک سمجھدار انسان بڑ کے درخت کی تازہ نکلنے والی کونپل کو نہیں دیکھا کرتا۔ بلکہ وہ اس کی سبزی اور شادابی سے اس کے آئندہ بننے والے تنے کو دیکھتا ہے اگر بزرگ مہر صاحب دور اندیشی کی عینک لگا کر ہماری حقیقت کو دیکھیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ اح… کی اس چھوٹی سی کونپل میں وہ طاقت موجود ہے۔ کہ ا… تھوڑے سے عرصہ میں وہ ایک ایسے تناور درخت … کے پیدا کرنے کے قابل ہوگی۔ جس کے سائے … کے لئے دنیا مجبور ہوگی ؀

447

نظارتوں کے اعلانات

خانگی درسوں کے متعلق ایک ضروری اعلان

کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے ایک اعلان اخبار الفضل میں کیا تھا کہ احباب کو اپنے گھروں میں اپنے اہل وعیال کی تعلیم وتربیت کے خیال سے قرآن مجید اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حدیث کا درس جاری کرنا چاہئیے۔ لیکن اگر ان اطلاعات پر قیاس کیا جائے۔ جو میرے دفتر میں موصول ہوئی ہیں تو ابھی تک بہت کم دوستوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ حالانکہ خدا کے فضل سے یہ ایک بہت ہی مبارک اور مفید تجویز ہے۔

اب میں اس اعلان کے ذریعہ پھر احباب کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے اپنے گھروں میں خانگی درسوں کا سلسلہ جاری کرکے قوا انفسکم واھلیکم نارًا کے مصداق بنیں ایسے درسوں سے نہ صرف عورتوں اور بچوں کے دینی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ خود درس دینے والے کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ اور گھر میں دینی شوق اور دینی چرچا رہنے سے جو عظیم الشان روحانی اور اخلاقی فوائد حاصل ہونگے وہ مزید برآں ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ احباب اس کی طرف توجہ فرماکر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دینگے۔ جو دوست میری اس تحریک پر خانگی درس کا سلسلہ جاری کریں وہ مہربانی کرکے مجھے بھی اس سے مطلع فرمادیں۔ (ناظر تعلیم وتربیت)

بیکاروں کے متعلق تجاویز

مجلس مشاورت سال حال کے موقع پر نظارۃ امور عامہ کے متعلق ایک سب کمیٹی انسداد بیکاری اور انتظام بیکاران پر غور کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ اس کی جن پیش کردہ تجاویز کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منظور فرمایا۔ احباب کی اطلاع کے لئے ذیل میں شائع کی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ جہاں مرکزی صیغہ ان پر عمل کرنے [illegible] کے متعلق نگرانی رکھنے کی کوشش کرے گا۔ وہاں [illegible]ب بھی اپنی اپنی جگہ ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کا [illegible] رکھیں گے۔

۱- انسداد بیکاری اور انتظام بیکاران کے لئے [illegible] میں مستقل طور پر ایک سب کمیٹی قائم کی جائے۔ اس [illegible] ممبر ناظر امور عامہ۔ ناظر ضیافت۔ ناظر تعلیم وتربیت پرائیویٹ سکرٹری اور لوکل پریذیڈنٹ قادیان ہوں۔ کمیٹی کے سکرٹری ناظر امور عامہ ہوں۔ اور قاعدہ کے طور پر کمیٹی کا ہفتہ وار اجلاس ہوا کرے۔

۲- جب کوئی احمدی ایسی صورت میں قادیان آئے۔ کہ وہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعت سے مالی امداد کا طالب ہو۔ یا علاوہ مہمان کی صورت کے اس کا بوجھ عملاً سلسلہ پر پڑتا ہو۔ تو اس کا معاملہ اس سب کمیٹی میں پیش ہوا کرے گا۔ اور ناظر ضیافت کا فرض ہوگا۔ کہ وہ ایسے لوگوں کے متعلق ہر ہفتہ ناظر امور عامہ کو اطلاع دیتے رہیں۔ تاکہ ان کا معاملہ کمیٹی میں پیش کرکے فیصلہ کیا جاسکے۔

۳- ایسے لوگ جن کے متعلق یہ فیصلہ ہو۔ کہ ان کو مالی امداد جس میں کھانا وغیرہ بھی شامل ہے نہیں دی جاسکتی تو ان کو زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اندر معین طور پر اس فیصلہ کی اطلاع مل جانی چاہئیے۔

۴- وہ لوگ جو بوجہ بیماری یا بڑھاپا وغیرہ کمیٹی مذکور کی رائے میں فی الحقیقت کوئی کام نہ کرسکتے ہوں۔ اور ان کے گزارے کی بھی کوئی صورت نہ ہو۔ ان کو بلا کام مالی امداد دینا جائز ہوگا۔ بلکہ ایسے لوگوں کو جماعت کی طرف سے حتی الوسع بلا کام مناسب امداد دی جائے گی۔

۵- جو لوگ فقرہ سوم اور فقرہ چہارم میں نہ آتے ہوں یعنی وہ کام کے اہل بھی ہوں اور امداد کے مستحق بھی سمجھے جائیں۔ ان کو سوائے خاص صورتوں کے بلا کام کوئی امداد نہ دی جائے۔

۶- کام کی یہ صورت ہوگی۔ کہ (الف) جو لوگ قابل ملازمت ہوں۔ ان کے لئے مناسب ملازمت کے حصول کی کوشش کی جائے۔ (ب) جو لوگ ملازمت کے قابل نہ ہوں یا جنہیں ملازمت نہ ملے۔ ان کے متعلق حتی الوسع دوسرے کام مثلاً تجارت یا صنعت وحرفت یا پیشہ وری یا مزدوری وغیرہ کی صورت پیدا کی جائے۔ اور سوائے خاص حالات کے صرف ایسی صورت میں مالی امداد کی جائے۔ اور جو روپیہ قرض دیا جائے۔ وہ حتی الوسع ضمانت پر دیا جائے۔

۷- حصول ملازمت میں صرف سرکاری ملازمتوں تک اپنی نظر اور توجہ کو محدود نہ کیا جائے۔ کیونکہ علاوہ اس کے کہ یہ میدان محدود ہے۔ موجودہ حالات میں اس میں کھپت کی بھی بہت کم گنجائش ہے۔ لہٰذا سرکاری ملازمتوں کے علاوہ فرموں اور کمپنیوں اور کارخانوں وغیرہ میں اپنے آدمی لگوانے کی خاص کوشش کی جائے۔ مثلاً قادیان کے قریب دھاریوال کے کارخانہ میں مزدور پیشہ لوگ کوشش کے ساتھ داخل کرائے جاسکتے ہیں وغیرہ ذالک۔

۸- تجارت اور صنعت وحرفت اور پیشہ اور مزدوری وغیرہ کی صورت پیدا کرنے میں خصوصیت کے ساتھ مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ دی جائے۔

(الف) مجوزہ ہوزری فیکٹری کا جس قدر جلدی ہوسکے عملی اجرا کیا جائے۔ اور جب بھی حالات اجازت دیں۔ دوسری صنعتوں کے کارخانے بھی آہستہ آہستہ جاری کئے جائیں۔

(ب) چھوٹی چھوٹی گھریلو صنعتوں کے اجرا کی کوشش اور تحریک کی جائے۔ جس میں مستورات کو بھی شامل کیا جائے۔ اس میں ان صنعتوں کے علاوہ جن کا سکیم پیش کردہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری چھوٹی چھوٹی صنعتوں مثلاً رسی سازی ٹرنک سازی۔ صابن سازی۔ نوار سازی۔ دری بافی۔ سامان سٹیشنری کی ساخت۔ کشیدہ کاری وغیرہ وغیرہ کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ لیکن یہ جملہ کام ابتدا میں چھوٹے چھوٹے پیمانوں پر گھریلو صنعتوں کے طور پر ہونے چاہئیں۔

(ج) قادیان میں ایک ہفتہ وار منڈی کے قیام کا انتظام کیا جائے۔ جیسا کہ یو۔ پی کے بعض مقامات میں ہوتا ہے یہ منڈی کسی مناسب جگہ مثلاً ریتی چھلہ میں کسی مناسب دن مثلاً جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد لگا کرے۔ تاکہ احمدی پبلک میں تجارت کی طرف توجہ اور تحریک پیدا ہو

(د) غلہ منڈی قادیان کی آبادی اور اس کی طرف توجہ کی جائے۔ اس معاملہ میں ناظر صاحب امور عامہ بمشورہ آڑھتیان جماعت و دیگر مناسب احباب مناسب تجاویز عمل میں لائیں۔

(ہ) بے کاروں کو مناسب امداد دے کر مختلف قسم کی پھیری کی تجارت میں لگایا جائے۔

(و) مزدوری اور پیشہ وری کے کاموں پر آدمی لگاتے ہوئے حتی الوسع احمدیوں کو ترجیح دی جائے۔

(ز) احمدیوں کی تجارت کو حتی الوسع ترقی اور وسعت دینے کی کوشش کی جائے۔ اور سودا خریدنے میں احمدی تاجروں کو حتی الوسع ترجیح دی جائے۔ خواہ اس میں کسی قدر نقصان ہی برداشت کرنا پڑے۔ مگر یہ ضروری ہوگا کہ نظارت امور عامہ خود یا بوساطت لوکل پریذیڈنٹ اس بات کی نگرانی رکھے۔ کہ احمدی تاجر زیادہ قیمتیں نہ چارج کریں۔

(ح) وظائف کی تقسیم میں پیشہ سیکھنے والوں کا خاص خیال رکھا جائے۔ اور پیشہ سیکھنے کی جماعت میں تحریک کی جاتی رہے۔

۹- ہر شخص جو ہجرت کرکے قادیان آنا چاہتا ہو۔ اور اس کا بوجھ جماعت پر پڑتا ہو۔ اس کے لئے ضروری قرار دیا جائے کہ

تقرر عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ

نوشہرہ ضلع پشاور

جنرل سکرٹری
سکرٹری وصایا } شیخ احمد اللہ صاحب ہیڈ کلرک کنٹونمنٹ بورڈ
سکرٹری امور خارجہ
سکرٹری تالیف وتصنیف } مرزا غلام حیدر صاحب بی اے ایل ایل بی
امین
سکرٹری مال
سکرٹری تعلیم وتربیت } قریشی کریم بخش صاحب سوداگر
سکرٹری ضیافت
سکرٹری تبلیغ
لائبریرین } چوہدری فقیر محمد صاحب پوسٹل کلرک
آڈیٹر بابو محمد عمر صاحب کلرک بارک ماسٹری

کریم پور ضلع جالندھر

سکرٹری تبلیغ چوہدری نظام الدین صاحب
سکرٹری تعلیم وتربیت منشی جلال الدین صاحب
سکرٹری مال چوہدری عبدالرحمٰن صاحب
اسسٹنٹ " چوہدری غلام محمد صاحب - چوہدری ابراہیم صاحب
چوہدری عبدالعزیز صاحب

سامانہ علاقہ پٹیالہ

جنرل سکرٹری منشی خلیل الرحمٰن صاحب
سکرٹری تبلیغ منشی امین الدین صاحب
اسسٹنٹ " ممتاز احمد صاحب
سکرٹری مال
سکرٹری وصایا } مولوی عبدالرشید صاحب
سکرٹری تعلیم وتربیت منشی محمد شریف خان صاحب
جائنٹ " " مستری غلام حسین صاحب
سکرٹری امور عامہ
" امور خارجہ } منشی حبیب احمد صاحب
سکرٹری تالیف وتصنیف شیر محمد خان صاحب
امین مستری اللہ دیا صاحب
سکرٹری ضیافت منشی مجیب الرحمٰن صاحب

کوہ مری

پریذیڈنٹ چوہدری مبارک احمد صاحب
جنرل سکرٹری مرزا محمد صادق صاحب
سکرٹری تعلیم وتربیت
" امور عامہ } مولوی محمد سعید صاحب ارشد
سکرٹری تبلیغ مولوی عبدالرحمٰن صاحب خاکی
سکرٹری مال سید سعید احمد صاحب بخاری
سکرٹری وصایا مولوی بوستان خان صاحب
آڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان صاحب

کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور

جنرل سکرٹری چوہدری دولت خان صاحب
سکرٹری مال " " "
سکرٹری تبلیغ ماسٹر عطاء اللہ خان صاحب
سکرٹری تعلیم وتربیت مولوی عبدالرحیم صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری مال چوہدری احمد علی صاحب

حافظ آباد

پریذیڈنٹ چوہدری محمد حیات خان صاحب
سکرٹری مال " " "
جنرل سکرٹری بابو عبدالرحیم صاحب
سکرٹری تبلیغ قاضی ضیاء اللہ صاحب

لاہور۔ چھاؤنی

جنرل سکرٹری حاجی اللہ بخش صاحب
سکرٹری مال
سکرٹری وصایا } میاں محمد امیر صاحب
سکرٹری تبلیغ محمد اشرف خان صاحب
سکرٹری تعلیم وتربیت حاجی اللہ بخش صاحب
سکرٹری امور عامہ عبداللہ خان صاحب بی اے
آڈیٹر چوہدری سراج الدین صاحب
امین حاجی اللہ بخش صاحب
نوٹ:۔ سابقہ انتخاب ومنظوری منسوخ ہے۔

جڑانوالہ

جنرل سکرٹری ڈاکٹر محمد شفیع صاحب
سکرٹری تبلیغ چوہدری رشید احمد صاحب
سکرٹری تعلیم وتربیت مولوی فضل الدین صاحب
سکرٹری مال
سکرٹری وصایا } ڈاکٹر محمد شفیع صاحب

دھنی دیو چک ۳۳۲ ج ب ضلع لائلپور

پریذیڈنٹ بابو محمد عبداللہ صاحب
سکرٹری تبلیغ
سکرٹری تعلیم وتربیت } ڈاکٹر نورالدین صاحب
سکرٹری مال چوہدری محمد اعظم صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ چوہدری غلام سرور صاحب
سکرٹری امور عامہ چوہدری نواب الدین صاحب
سکرٹری ضیافت میاں خدا بخش صاحب

بھدرک (اڑیسہ)

پریذیڈنٹ شیخ عبداللہ صاحب
جنرل سکرٹری محمد حسن صاحب
اسسٹنٹ " کفایت اللہ صاحب
سکرٹری تعلیم وتربیت منشی رحمت اللہ صاحب

فتحپور۔ ضلع گجرات

پریذیڈنٹ چوہدری فیض احمد صاحب
سکرٹری مال میاں عبدالکریم صاحب
محاسب مرزا محمد حسین صاحب
سکرٹری تعلیم وتربیت چوہدری محمد عبداللہ صاحب حکیم
سکرٹری تبلیغ مرزا محمد حسین صاحب

رنگون

پریذیڈنٹ شیخ محمد سعید صاحب
جنرل سکرٹری ایم۔ ایل۔ مریکار
اکونٹنٹ " " "
جائنٹ سکرٹری محمد منیر الدین صاحب نوگھیری
سکرٹری تبلیغ سید محمد لطیف صاحب (ناظر اعلیٰ ۳۰ جون [illegible])

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مجلس مشاورت [illegible] میں قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت کے متعلق نمائندگا[ن] مجلس مشاورت سے اس امر کے متعلق مشورہ لیا تھا۔ کہ ترجمہ مختصر نوٹوں کے ساتھ جو طبع ہو چکے ہیں۔ جلد سے جلد شائع کر دیا جائے۔ یا مفصل نوٹوں کو تشریحات کے ساتھ جو ابھی طیار نہیں ہوئیں۔ ان کے تیار ہونے کے بعد شائع کیا جائے۔ نمائندگان نے متفقہ طور پر یہ عرض کی تھی۔ کہ انگریزی ترجمہ قرآن کریم مختصر نوٹوں کے ساتھ جس قدر جلد ممکن ہو۔ شائع کر دیا جائے۔ حضور نے اسی رائے کو منظور فرماتے ہوئے فرمایا۔ "دوست اپنی اپنی جگہ کوشش کر کے دو ہزار پیشگی قیمت دینے والے خریدار [illegible] کر دیں۔ خیال یہ ہے کہ ساڑھے سات روپے سے زیادہ قیمت [illegible] جن کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔ وہ خود زیادہ جلدوں [illegible] خریدار بن جائیں"۔

حضور کے فیصلہ کے مطابق اس [illegible] انگریزی ترجمہ کی طباعت کا کام شروع کیا جاتا ہے [illegible] کی ضرورت پڑے گی۔ اور یہ کام ایسا نہیں [illegible] غیر معین عرصہ تک کے لئے ملتوی کیا جا سکے [illegible] قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے متعلق [illegible]

جماعت میں پیدا ہو چکی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریک دنیا میں ہر چہار سو پھیل رہی ہے۔ اور اس وقت جس چیز کا سب سے زیادہ مطالبہ ہم سے ہو رہا ہے۔ وہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ ہے۔ پس اس کی اشاعت کا کام ہمارے لئے کوئی معمولی اہمیت کا کام نہیں۔ بلکہ یہ نہایت ضروری کام ہے۔ جس کے لئے ہمیں سلسلہ کے دوسرے کاموں کے ساتھ تیار رہنا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے نمائندگان مجلس مشاورت کے ذریعہ دو ہزار خریدار پیشگی قیمت دینے والے مہیا کر دینے کا جو مطالبہ فرمایا ہے۔ ہماری جماعت کے لئے کوئی زیادہ مطالبہ نہیں ہے۔ ہماری جماعت کا تو یہ مقصد ہی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام کی صداقت کو اپنے عملی نمونہ اور زندہ نشانات کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرے۔

پس قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ جس کے لئے دنیا کی آبادی کا بہت بڑا حصہ متلاشی ہے۔ جلد سے جلد مہیا کرنا ہمارا کام ہے، کیونکہ سلسلہ میں داخل ہونیکے بعد۔ یا سلسلہ سے تعلق پیدا ہونے پر ایسے لوگوں کی طرف سے جس چیز کا ہم سے مطالبہ ہوتا ہے وہ قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کا ہوتا ہے۔ پس یہ ترجمہ جس قدر جلد شائع کیا جا سکے۔ شائع کر دینا ہمارا فرض ہے۔

لہذا اس تحریک کے ذریعہ میں احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ خود بھی خریدار ہوں۔ اور دوسروں کو بھی خریدار بنانے کی کوشش کریں۔ خصوصاً نمائندگان مجلس مشاورت، وعہدہ داران جماعت کو ضروری طور پر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں ترجمہ قرآن کریم کے خریدار مہیا کرنے کی پوری کوشش فرمائیں۔ اور جس قدر خریداران کی کوشش سے پیدا ہو جائیں۔ ان کی فہرست معہ وعدہ ادائیگی قیمت میرے پاس بھیج دیں۔ اور جس صاحب سے قیمت پیشگی وصول ہو۔ یا ادا کرنا چاہے وہ براہ راست بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان بھیج دیں۔ اور لکھ دیں۔ کہ یہ فلاں صاحب کی طرف سے قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی قیمت ہے۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ صاحبان کی کوششوں اور ہمتوں میں برکت دے۔

واللہ المستعان۔ (ناظر بیت المال)

عہدہ داران جماعت و دیگر احباب کی تحصیل چندہ کے متعلق قابل تعریف کوشش

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی توجہ اور تاکید کا اثر ہے کہ جماعتوں میں اب تحصیل چندہ کے انتظام کو مکمل اور مضبوط کرنے کی ایک رو پیدا ہو گئی ہے۔ بہت سے دوستوں کی رپورٹیں ابھی موصول نہیں ہوئیں۔ اور جو موصول ہوئی ہیں۔ ان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ احباب ان دوستوں کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں جو سلسلہ کی خدمت بڑی سعی و کوشش سے بجا لا رہے ہیں۔

(۱) ماسٹر مامون خان صاحب پنشنر قادیان نے موضع بگول دبیری میں انفاق فی سبیل اللہ پر مؤثر وعظ کیا۔ جب دونوں مقامات پر غلہ جمع کیا گیا۔ تو پہلے سے بہت زیادہ تھا

(۲) جماعت راولپنڈی کے امیر قاضی محمد رشید صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مئی کا چندہ مطابق بجٹ داخل کرا دیا ہے اور جون کا چندہ بھی عنقریب داخل کرا دیا جائیگا۔ اس جماعت کا کام ہر طرح تسلی بخش ہے۔ بالخصوص مالی و تبلیغی کام میں اس جماعت کے دوست بہت چستی دکھاتے ہیں تحصیل چندہ کا کام۔ میاں محمد سعید صاحب سکرٹری مال چوہدری ظہیر احمد صاحب اسسٹنٹ سکرٹری مال۔ چوہدری مختار احمد صاحب ایاز۔ ملک محمد الدین صاحب زمیندار ساکن خورم گوجر خوب مستعدی سے کر رہے ہیں۔

(۳) جماعت دیپالپور۔ کا چندہ ماہ مئی ۴۱ء کے مطابق بجٹ وصول ہوا۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ چندہ سنہ رواں کے علاوہ بقایا سال گذشتہ بھی تمام بقایا داروں سے سوائے ایک شخص کے جو رخصت پر گئے ہوئے ہیں۔ وصول کر لیا ہے تاکہ اس جماعت میں بقائے داروں کا حساب ہی نہ رہے اس جد و جہد میں چوہدری فضل الٰہی صاحب امیر جماعت۔ ڈاکٹر نیاز محمد صاحب و مولوی صلاح الدین صاحب خاص طور پر مصروف رہے۔

جماعت بھدرک۔ ایک غریب سی جماعت ہے جس کے اکثر لوگ بے روزگار ہیں۔ تھوڑے سے تاجر پیشہ ہیں مولوی نور محمد صاحب کی مساعی جمیلہ سے تمام بقایا سال گذشتہ وصول ہو گیا ہے۔ اور آئندہ کے لئے مطابق بجٹ چندہ کی وصولی کے لئے خاص کوشش جاری ہے۔

چھاؤنی دہلی کی انجمن کے سکرٹری صاحب کی ماہوار رپورٹ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس جماعت نے مئی ۴۱ء کا چندہ بمقابلہ بجٹ تقریباً کل کا کل وصول کر لیا ہے اور بقایا کی وصولی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

انجمن احمدیہ لدھیانہ کی طرف سے بمقابلہ بجٹ تقریباً دو چند چندہ داخل کیا گیا۔ سید عبد الرحیم صاحب فنانشل سکرٹری قاضی محمد شریف صاحب محصل چندہ کی وصولی کا کام نہایت سرگرمی سے کر رہے ہیں۔ اور بقایا سال گذشتہ کی وصولی میں ایک حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو کامیاب بنائے۔ اور اس توجہ اور محنت کا خاص اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت گھنوکے و کوٹ آغا۔ کے انسپکٹر چوہدری محمد منیر صاحب نے اطلاع دی ہے۔ کہ انجمن احمدیہ گھنوکی کا چندہ۔ مسور اور نخود کا مبلغ پچاس روپیہ داخل خزانہ کرا دیا ہے۔ غلہ گندم کا چندہ جماعت گھنوکے۔ اور کوٹ آغا کا جمع ہے۔ چندہ کا غلہ فروخت کرنے کا حکم آنے پر فروخت کرکے یہ رقم بھی عنقریب بھجوا دی جائے گی۔ اور بقایا کی وصولی کے لئے کوشش جاری ہے

جماعت شادی وال۔ کے آنریری ا[illegible] حافظ غلام محمد صاحب نے اطلاع دی ہے۔ کہ جماعت شادی وال ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ چندہ کی فراہمی کے لئے شادی وال کی جماعت سے دس آدمی مقرر کئے گئے تھے۔ جو بصورت وفد لوگوں کے پاس جا کر چندہ وصول کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش میں برکت اور کامیابی بخشے۔ آمین۔

جماعت کھاریاں معہ علاقہ کے آنریری انسپکٹر بیت المال ڈاکٹر کریم الدین صاحب۔ نے لکھا ہے۔ کہ جماعت کھاریاں میں چوہدری فضل الٰہی صاحب امیر و سیکرٹری مال و سید احمد شاہ صاحب پنشنر معہ دیگر محصلین چندہ کی وصولی کا کام سر انجام دے رہے ہیں۔ نیز ان صاحبان کو بقایا داروں سے بقایا کی وصولی کے متعلق بھی ہدایات دی گئی ہیں۔ اور فرداً فرداً لوگوں سے خود بھی ملاقات کرکے تحریک کی گئی۔ (ناظر بیت المال قادیان)

کشمیر کمیٹی کے متعلق سر محمد اقبال کا بیان

اور

اس کے جواب میں مولانا سید حبیب کا اظہار خیال

مولانا سید حبیب صاحب اپنے اخبار "سیاست" مورخہ ۲۱ جون میں لکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے جو مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے بعد آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے تھے۔ عہدۂ صدارت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ آپ نے ایک بیان میں، جو اخبارات کو برائے اشاعت دیا گیا ہے۔ کشمیر کمیٹی کے قادیانی ممبروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اپنے مذہبی پیشوا کے علاوہ کسی شخص یا جماعت کی وفاداری نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر اقبال کا بیان

[illegible]ن میں لکھتے ہیں۔ "پبلک کو یاد ہوگا۔ کہ [illegible] کشمیر کمیٹی کی بنا کشمیر کے مسلمانوں کی فوری ضروریات کو مد نظر رکھ کر ڈالی گئی تھی۔ اس وقت یہ خیال نہ تھا۔ کہ اس کمیٹی کی عمر بہت لمبی ہوگی۔ اس لئے اس کے لئے کوئی آئین وضع نہ کیا گیا تھا۔ بلکہ صدر کو مطلق العنان اختیارات دے دئے گئے تھے۔ جب کشمیر کے حالات کی وجہ سے کشمیر کمیٹی ایک مستقل جماعت بن گئی۔ تو بہت سے ممبروں کو یہ خیال ہوا۔ کہ اس کے لئے ایک باضابطہ آئین بنایا جائے۔ اور اس کے عہدہ داروں کا از سر نو انتخاب کیا جائے۔ اس خیال کو تقویت دینے والا یہ امر بھی تھا۔ کہ بہت سے ممبر کشمیر کمیٹی کی بناوٹ اور اس کے کام سے غیر مطمئن تھے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں اس کے صدر نے اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ جو منظور کر لیا گیا۔

اس کے بعد گزشتہ اتوار کو کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس برکت علی محمڈن ہال میں منعقد ہوا۔ اور اس کے سامنے کمیٹی کے آئین کا ایک مسودہ پیش کیا گیا۔ جس کی غرض یہ تھی کہ کشمیر کمیٹی کو صحیح معنوں میں نمائندہ جماعت بنایا جائے۔ بعض ممبر اس مقصد کے مخالف تھے۔ اور عہدوں کے مسئلے پر جو بحث ہوئی۔ اس سے مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ یہ صاحبان کشمیر کمیٹی کو برائے نام ایک جماعت رکھتے ہوئے اصل میں دو جماعتوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اسی وقت اس رائے کا اظہار بھی کر دیا۔

بدقسمتی سے کشمیر کمیٹی میں بعض ایسے ممبر بھی ہیں۔ جو اپنے مذہبی پیشوا کے علاوہ کسی اور کی اطاعت تسلیم نہیں کرتے۔ یہ امر اس بیان سے ظاہر ہو گیا تھا۔ جو ایک احمدی وکیل نے جو میرپور کے مقدمات میں پیروی کر رہا تھا۔ چند روز ہوئے اخبارات میں شائع کرایا تھا۔ اس نے اس امر کا اعتراف کیا تھا۔ کہ اس نے یا اس کے ساتھیوں نے جو کچھ اب تک کیا تھا۔ وہ صرف اپنے مذہبی پیشوا کے حکم کی تعمیل میں کیا تھا۔ میں نے اس بیان کو احمدیوں کے عام نقطہ نگاہ کا اعلان خیال کیا تھا۔ اور مجھے اسی وقت کشمیر کمیٹی کے مستقبل کے متعلق خطرات پیدا ہو گئے تھے۔ میرا مدعا کسی پر حملہ کرنے کا نہیں ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ ایسا زاویہ نگاہ اپنے لئے منتخب کرے جو ذہنی اور روحانی اعتبار سے وہ اپنے لئے موزوں خیال کرے۔ میں ان لوگوں سے ہمدردی رکھتا ہوں۔ جو اپنے لئے روحانی سہاروں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اور پچھلے زمانے کے بزرگوں کی قبروں یا زندہ پیروں کو اپنے لئے سہارا بناتے ہیں۔

جہاں تک کشمیر کمیٹی کی عام پالیسی کا تعلق ہے۔ میرے علم میں ممبروں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اگر پالیسی میں عام اختلاف ہو۔ تو کمیٹی کے اندر کسی پارٹی کے بننے پر کوئی اعتراض نہیں رکھ سکتا۔ لیکن کشمیر کمیٹی میں جو اختلاف رونما ہیں وہ ایسے وجوہات کی بناء پر ہیں۔ جو میری رائے میں بالکل غیر متعلق ہیں۔

مجھے یقین نہیں کہ کشمیر کمیٹی آئندہ سکون کے ساتھ کام کر سکے گی۔ اور میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ تمام پارٹیوں کے مفاد میں یہی بات ہے کہ موجودہ کشمیر کمیٹی کو توڑ دیا جائے۔ لیکن کشمیر کے مسلمانوں کو برطانوی ہند میں ایک کشمیر کمیٹی کی اعانت اور راہنمائی کی ضرورت ہے۔ اگر برطانوی ہند کے مسلمان ان کی اعانت اور راہنمائی کرنا چاہیں۔ تو وہ ایک پبلک جلسہ منعقد کر کے ایک نئی کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ میں نے ان وجوہ کو جنہوں نے مجھے استعفیٰ دینے پر مجبور کیا۔ بلا کم و کاست بیان کر دیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میری صاف گوئی سے کوئی شخص ناراض نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ صاف گوئی کسی سے عداوت کی بناء پر نہیں ہے۔"

خدا لگتی بات

۱۔ علامہ صاحب نے دانشمندی سے یہ بیان نہیں کیا کہ جس روز شملہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا بطور صدر انتخاب علامہ اقبال ہی کی تحریک پر عمل میں آیا تھا۔ اور جن لوگوں نے ان کے عقائد کی وجہ سے ان کے انتخاب کو صحیح نہ سمجھا تھا۔ علامہ اقبال نے ان کے اندیشہ پر کمزوری کی پھبتی اڑائی تھی۔

۲۔ ممکن ہے کہ حضرت علامہ کا یہ خیال صحیح ہو۔ کہ کشمیر کمیٹی کے قادیانی ارکان تدبر و دانشمندی کی تدابیر کی بجائے اپنے امام کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن جس اجلاس میں علامہ اقبال مستعفی ہوئے اس میں کوئی ایسا مظاہرہ نہیں ہوا۔ البتہ اگر کسی نے مجالس کے بنیادی اصول و دستور کو مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے اشارے پر قربان کیا تو وہ خود علامہ اقبال تھے۔ جس کی تفصیل آگے چل کر بیان کی جائے گی۔

۳۔ جس جلسہ میں علامہ اقبال مستعفی ہوئے وہ ۱۸ جون کو ہوا تھا۔ اس جلسہ میں یہی قرار داد اتفاق رائے سے منظور ہوئی تھی۔

۴۔ اس کے بعد آئین مجلس کا معاملہ پیش ہوا۔ پہلی دفعہ جو نام کے متعلق تھی بالاتفاق منظور ہوئی۔ مقاصد کے دو حصے تھے۔ دونوں لفظی ترمیم کے بعد اتفاق آراء سے پاس ہوئے تیسری دفعہ میں خاکسار نے تین ترمیمیں پیش کیں دو اتفاق رائے سے منظور ہوئیں۔ تیسری یہ تھی۔ کہ ممبری کی درخواست پر کمیٹی کی منظوری حاصل کرنا لازمی ہوگی۔ یہ بہت بحث کے بعد ووٹ کیلئے پیش ہوئی۔ دس ووٹ اس کے حق میں تھے۔ اور ۵ مخالف لہذا میری [illegible]

۵۔ علامہ اقبال اور مرزا محمود احمد صاحب امیر جماعت قادیان دونوں میرے خلاف تھے۔ لہذا دونوں متحد ہو گئے۔ مرزا صاحب نے میری ترمیم کے مقابلہ میں ترمیم پیش کی ہوئی تھی۔ جو میری ترمیم کے منظور ہو جانے کے بعد کسی قاعدہ کی رو سے پیش نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر علامہ اقبال نے اصول مجالس کو مرزا صاحب کی خاطر بالائے طاق رکھ دیا۔ اور ان کی ترمیم مجلس کے روبرو پیش کر دی اور علامہ اقبال اور مرزا صاحب کے مریدوں کے ووٹوں سے وہ منظور ہو گئی۔ گویا مرزا صاحب کی بے جا حمایت اگر کسی نے کی تو وہ علامہ اقبال تھے۔

۶۔ اس کے بعد عہدیداروں کی تعداد زیر بحث آئی۔ صدر ایک بالاتفاق تجویز ہوا۔ وائس پریذیڈنٹ دس بھی تجویز کئے گئے تھے۔ کثرت رائے یہ تھی۔ کہ وائس پریذیڈنٹ بھی ایک ہی ہو۔ مگر علامہ اقبال مصر تھے۔ کہ ایک سے زیادہ وائس پریذیڈنٹ ہوں۔ ان کی خاطر میں نے تجویز کیا کہ ایک سینئر وائس پریذیڈنٹ اور باقی صرف وائس پریذیڈنٹ کہلائیں۔ یہ بات منظور ہوئی۔ اور قرار پایا کہ ایک سینئر وائس پریذیڈنٹ ہوا کرے۔ اور تین وائس پریذیڈنٹ۔ یہاں تک صلح و آشتی اور امن سے کارروائی ہوئی۔

۷۔ اس کے بعد تجویز کیا گیا تھا۔ کہ ایک سیکرٹری ہوا کرے اور ایک اسسٹنٹ سیکرٹری۔ کثرت رائے یہ تھی کہ سیکرٹری دو ہوں۔ مگر دونوں سیکرٹری کہلائیں۔ کسی کو اسسٹنٹ

نمبر ۱۵۵ جلد ۲۰ اخبار الفضل قادیان دار الامان مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۲ء
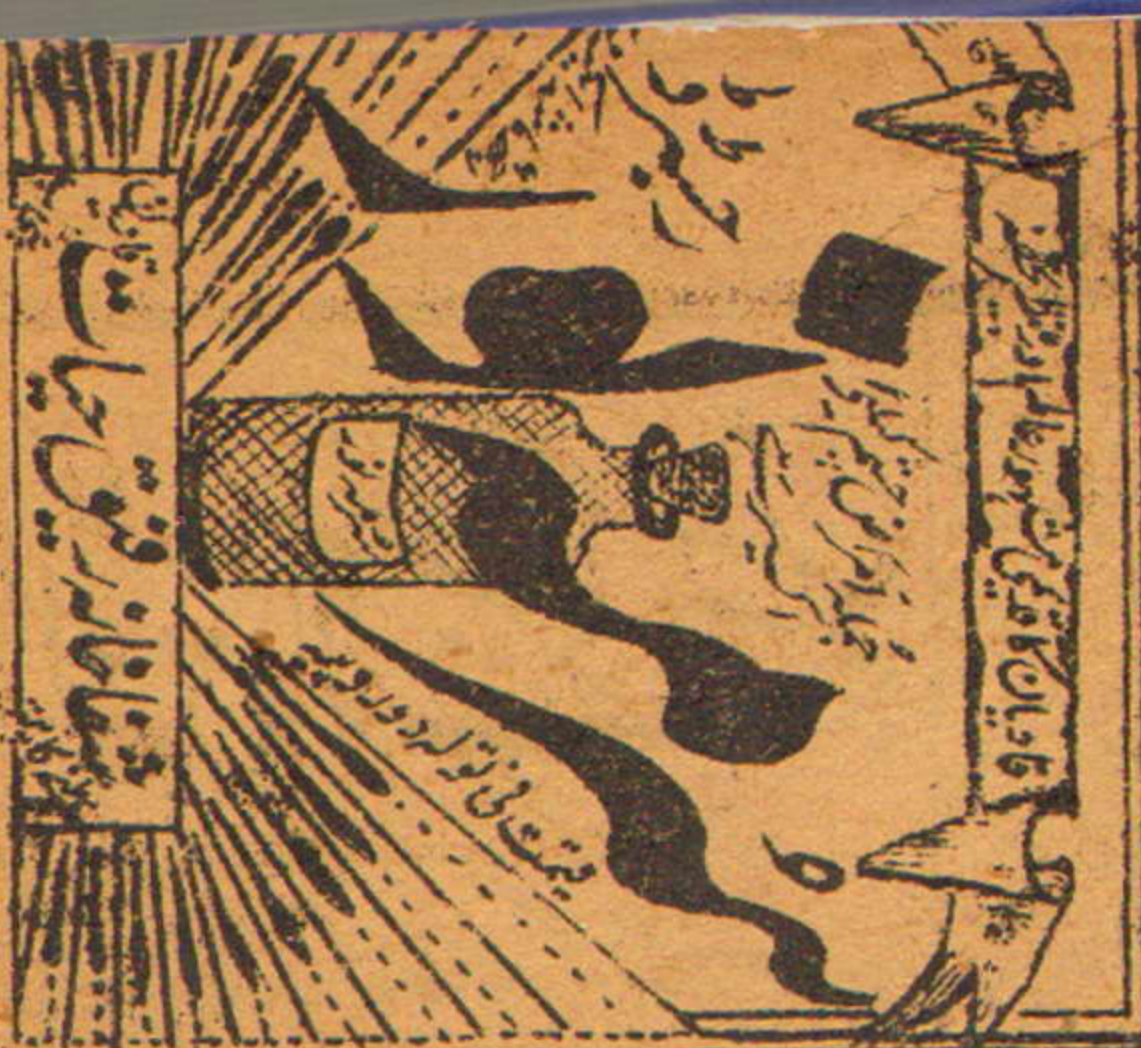
کہ کر ذلیل نہ کیا جائے۔ اور نہ دوسرے کے ماتحت کیا جائے۔ علامہ اقبال نے زور دیا۔ کہ سیکرٹری اور اسسٹنٹ سیکرٹری کی تجویز منظور کی جائے۔ مرزا صاحب نے بھی اس موقعہ پر علامہ اقبال کی خاطر تجویز کیا۔ کہ دو جائنٹ سیکرٹری رکھے جائیں۔ دوسری طرف سے عرض کیا گیا کہ دلائل سن لئے جائیں۔ مناسب یہ تھا۔ کہ علامہ اقبال دلائل سن کر مسئلہ ووٹ پر چھوڑ دیتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اور کسی سے بات کئے بغیر اچانک یہ کہہ کر استعفےٰ دیدیا ہے کہ

"بعض ارکان کی روش ایسی ہے۔ کہ میں آئندہ آپ کا صدر نہیں بن سکتا (حالانکہ یہ زیر بحث نہیں تھا۔ کہ علامہ صاحب آئندہ صدر ہوں) اور میں عارضی صدارت بھی ترک کرتا ہوں"۔

آپ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ سیکرٹری نے کہا آپ مستعفی ہوئے ہیں۔ تو میں بھی استعفےٰ دیتا ہوں۔ اور وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن آخر وکیل تھے۔ فوراً پلٹا کھایا اور کہنے لگے کہ صاحب صدر جلسہ منتشر کرتے ہیں۔ حالانکہ صدر نے ایسا نہیں کیا تھا۔ اور وہ مستعفی ہو چکنے کے بعد شاید ایسا کر بھی نہیں سکتے تھے۔ پیر اکبر علی صاحب نے اسی وقت کہدیا کہ صدر نے مستعفی ہونے سے پہلے جلسہ منتشر نہیں کیا۔ اور اب وہ ایسا کر نہیں سکتے۔ اس کے بعد افراتفری سی پیدا ہو گئی۔ اور سب چل دئے۔ ۸۔ میری دانست میں علامہ اقبال کو غلط فہمی ہوئی کوئی شخص ان کی ذات یا ان کی صدارت کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن یہ خواہ مخواہ ملک برکت علی کی حمایت کرتے ہیں۔ ملک صاحب ہمیشہ فرقہ پسند لوگوں کو گالیاں دینے کے عادی ہیں۔ اور کشمیر کمیٹی کے اکثر ارکان ان کی بدزبانی سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ وہ ملک صاحب کی قسم کے لوگوں کو عملاً بتا دینگے۔ کہ ان کی قوم کے حلقوں میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ کانگرسی حلقہ انہیں کمزور سمجھتا ہے۔ یہ نہ ادھر کے ہیں نہ ادھر کے۔ لہٰذا سر اقبال کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ ملک صاحب کی حمایت سے ہاتھ اٹھائیں۔ جو خود انہیں بھی بارہا گالیاں دے چکے ہیں۔ ہاں اگر کوئی غیرت کبھی بھون کھائے تو اور بات ہے۔ مگر وہ دوسروں سے کیوں یہ چشم امید رکھے۔ کہ وہ بھی غیرت کو چھوڑ کر ملک صاحب کا ساتھ دینگے۔ ۹۔ علامہ اقبال کی یہ تجویز فتنہ کی بنیاد ہے۔ کہ مسلمان جلسہ عام کر کے کشمیر کمیٹی بنائیں۔ علامہ اقبال کے بغیر کشمیر کمیٹی نے کام کیا وہ اب بھی موجود ہے۔ اور آئندہ بھی کام کرے گی۔ ۱۰۔ حق یہ ہے کہ کشمیر کمیٹی کا کام علامہ اقبال اور ملک برکت علی صاحب کے بس کا نہیں تھا۔ لہٰذا وہ بہانہ بنا کر بھاگ گئے ورنہ جس وقت وہ مستعفی ہوئے۔ اس وقت نہ کوئی جھگڑا ہوا نہ تو تو میں میں ہوئی اور نہ کوئی اختلاف رائے ہی بہت زیادہ موجود تھا۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن کی ۲۵ جون کی اطلاع ہے۔ کہ لیڈی ولنگڈن کی انگلینڈ میں آمد کے متعلق پولیٹیکل حلقوں میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ لارڈ ولنگڈن کے متعلق کانزرویٹو پارٹی کا ارادہ ہے۔ کہ انہیں ہندوستان سے واپس بلا لیا جائے۔ کیونکہ انہیں دو سال کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور ان کی بجائے کانزرویٹو پارٹی کا نامزد کردہ کوئی شخص مقرر ہو گا۔ سر جیفرے ڈاسن ایڈیٹر لنڈن ٹائمز کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ہندوستان کے آئندہ وائسرائے ہونگے۔

بیکاری کے عبرت انگیز اثر کے ماتحت ایک گریجویٹ جو یو۔پی کے ایک مشہور آدمی کا بھتیجا ہے۔ لکھنؤ میں ۲۳ جون کو بوٹ پالش کرتا ہوا پایا گیا۔ جسے اس نے اپنی روزی کمانے کے لئے اختیار کیا ہے۔

صوبجات متحدہ کی شمالی جانب میں شدید بارش کی وجہ سے خوفناک طغیانی آئی۔ ۲۴ جون تک کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ بہت سے گاؤں تباہ ہو گئے۔ ہزاروں مویشی کا اتلاف ہوا۔ دریاؤں کا پانی کنارے توڑ کر نکل گیا۔ نواح کے دیہاتی بے خانماں ہو گئے۔ لوگوں نے درختوں کے ساتھ چمٹ کر جانیں بچائیں۔

مجلس احرار کے چند اراکین کے نام لاہور میں ۲۳ جون پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے امتناعی احکام صادر ہوئے ہیں۔ نوکل گورنمنٹ نے ان پر مختلف پابندیاں کر دی گئی ہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک اجلاس ۱۶ر جولائی کی شام کو لیگ کے دفتر واقع دہلی میں منعقد ہو گا۔ اجلاس کا ایک مدعا یہ بھی ہے کہ صدر مقرر کیا جائے۔ نیز لیگ کا ۲۳ واں سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی تاریخ مقرر کی جائے۔

شاہ فیصل نے ۲۲ جون لنڈن کا معائنہ کیا۔ لارڈ میئر نے گلڈ ہال میں آپ کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ اور شاہ فیصل کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے تقریر کی جس کا جواب آپ کی طرف سے دیا گیا۔ اور برطانیہ اور عراق کی دوستی دونوں ممالک کی قربانیوں کے نتیجہ میں قرار دی اور آئندہ کے لئے اس دوستی کے قائم رہنے کی امید کا اظہار کیا۔

سر سیموئیل ہور وزیر ہند نے ۲۲ر جون کو لنڈن میں انڈین پولیس ڈنر کے موقع پر ہندوستانی پولیس کے کارنامے بیان کرتے اس کی تعریف کی اور کہا۔ کہ پولیس کے خلاف جو الزامات لگائے گئے ہیں۔ وہ ننانوے فیصدی غلط ہیں۔ نیز پولیس کے پیش آمدہ حالات کو مشکل قرار دیتے ہوئے کہا کہ کہیں کی پولیس کو ایسے حالات نہیں پیش آئے ہونگے۔

ماسٹر تارا سنگھ اکالی لیڈر اپنے اخبار میں ایک گورکھی پمفلٹ کا ذکر کرتے ہوئے بعنوان "کیا ہندوؤں اور سکھوں میں فرقہ دار فسادات شروع ہو جائیں گے" لکھتے ہیں۔ سکھ ایک طویل عرصہ تک پولیس اور گورنمنٹ کے ہاتھوں کی طرف نہیں دیکھ سکتے۔ ہندو ہمیشہ ہی شرارت کا آغاز کیا کرتے ہیں ان لوگوں نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ پہلے تو دوسروں کو گالی دیتے ہیں اور بعد میں معافی مانگ لیتے ہیں دریں حالات مصالحت کرنا کمزوری میں داخل ہے۔

دریا گومتی میں ایک شخص مسمی متھرا رام غرق ہو گیا جس نے رات کو اپنے متعلق خواب دیکھا تھا کہ وہ غرق ہو گیا ہے اس بات کا تذکرہ اس نے گھر کی عورتوں سے کیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے چھوٹے بھائی کے کہنے پر باوجود عورتوں کے منع کرنے کے دریا پر نہانے چلا۔ جہاں ایسی جگہ ڈوب گیا۔ جہاں پانی بھی گہرا نہ تھا۔

پیکن (چین) کے مسلمانوں نے ایک کانفرنس کر کے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ممالک غیر سے مسلم علماء کو بلا کر اسلام کی اشاعت کرائی جائے۔ چنانچہ قاہرہ کی یونیورسٹی کے چانسلر سے درخواست کی گئی ہے۔ اور انہوں نے دو عالم اس شرط پر بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ کہ ان کے اخراجات سفر چینی مسلمان برداشت کریں گے۔

ریاست جموں و کشمیر کے چیف جسٹس سر برجور دلال کے عہدہ ملازمت میں مزید ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے آپ فروری ۱۹۳۱ء میں اس عہدہ پر فائز ہوئے تھے۔

گوردوارہ ترنتارن میں ۲۵ جون کو بعض سکھ یاتری جمیٹے پر بھجن گا رہے تھے۔ کہ گوردوارہ کمیٹی کے منتظمین نے اعتراض کیا۔ اور ان کے منع نہ ہونے کی صورت میں فریقین میں سخت لڑائی ہو گئی۔ طرفین سے بہت سے سکھ زخمی ہو گئے۔

ہندوستان کے آم امسال انگلستان میں بہت بک رہے ہیں۔ اس وقت تک ۵ ½ ہزار من آم وہاں فروخت ہو چکے ہیں۔ عام نرخ ۴ر فی آم ہے۔

پنڈت مالویہ نے ۲۴ جون کی شام ڈیرہ دون جیل میں پنڈت جواہر لال نہرو سے ملاقات کی۔ جو ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ خلاف قاعدہ انہیں پولیٹیکل گفتگو کی اجازت دے دی گئی۔

جو بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت اور کانگرس کے درمیان مصالحت کے موضوع پر تھی۔ ملاقات کے وقت سپرنٹنڈنٹ جیل و جیلر دونو موجود رہے۔

بنگلور سے ۲۴ جون کی خبر ہے۔ کہ ایک ۲۵ سالہ ہندو عورت صبح کے وقت فوت ہو گئی۔ لیکن جب تمام رسوم ادا کرنے کے بعد اسے جلانے کے لئے چتا پر رکھا گیا۔ تو اس میں حرکت پیدا ہو گئی۔ ہندو دھرم کے مطابق ایسے شخص کو جو غلطی سے مردہ سمجھ لیا گیا ہو۔ چونکہ شہر میں لانے سے پیشتر شدھ کیا جانا ضروری ہے۔ اس لئے اسے سیدھا بنارس لے جایا گیا۔

پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ۲۶ جون کو نائب وزیر ہند نے اعلان کیا۔ کہ انڈیمان میں جن قیدیوں نے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے انہیں ہندوستان نہیں لایا جائیگا۔ چالیس میں سے ۳ کی وفات ہو چکی ہے۔

جاپان کے چاولوں کی ہندوستان میں ایک بہت بڑی مقدار میں درآمد کی وجہ سے برہما کے چاول کے سوداگر میں ہراس پھیل گیا ہے۔ جاپان کے چاولوں کی درآمد سے ہندوستان کے چاولوں کی تجارت پر بہت برا اثر پڑیگا۔ برہما کے سوداگروں نے انڈین چیمبر آف کامرس سے درخواست کی ہے کہ حکومت ہند سے اس کے خلاف فوری کارروائی کرنے کا مطالبہ کرے۔

جزیرہ سماٹرا میں زبردست زلزلہ کی خبر ایمسٹرڈم سے ۲۶ جون کو موصول ہوئی ہے۔ جس سے ۷۶ اموات واقع ہو چکی ہیں۔ مکانات بہت بڑی تعداد میں مسمار ہو گئے ہیں اور سلسلہ نامہ و پیام منقطع ہو گیا ہے۔

دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں ۲۶ جون کو نائب وزیر ہند نے کہا۔ کہ ہندوستان کی ۱۹ ریاستوں میں اس وقت یورپین وزیر ہیں۔

ہوشیارپور میں ۲۶ جون کو اچھوت جبکہ ایک کنوئیں سے پانی پینے کے لئے گئے۔ لیکن ہندوؤں اور سکھوں نے ان کو زد و کوب کیا۔ اچھوتوں نے ستیہ گرہ کر دیا۔ یعنی وہیں بیٹھ گئے۔ آخر پولیس نے آکر کنوئیں پر پہرہ لگا دیا۔

روسی وزیر خارجہ نے لنڈن میں ۲۶ جون کو دفتر خارجہ میں سر جان سائمن وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ روس میں انگریز قیدیوں کی رہائی اور تجارتی تعلقات از سر نو قائم کرنے کے متعلق گفت و شنید ہوئی۔ جو ابھی جاری رہے گی۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی